

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

چالیسواں بجٹ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ مورخہ 21/جون 2021ء بروز سوموار بمطابق 10/ذیقعد 1442ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دُعائے مغفرت۔	04
3	مشترکہ استحقاق نمبر 1 میرضیاء اللہ لانگو، ممبر بلوچستان اسمبلی۔	08
4	سالانہ میزبانہ بابت مالی سال 2021-22ء پر مجموعی عام بحث۔	09

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر-----سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہوانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 21/جون 2021ء بروز سوموار بمطابق 10 رذیقہ 1442ھ، بوقت شام 05 بجکر 40 منٹ زیر صدارت میر عبدالقدوس بزنجو، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ
وَأَسْمِعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِّأَنْفُسِكُمْ ط وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾ إِنْ تَقَرُّضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضْعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ط
وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٨﴾

﴿پارہ نمبر ۲۸ سُورَةُ التَّغَابُنِ آیات نمبر ۱۵ تا ۱۸﴾

ترجمہ: تمہارے مال اور تمہاری اولاد یہی ہیں جانچنے کو اور اللہ جو ہے اس کے پاس ہے ثواب بڑا۔ سوڈرو اللہ سے جہاں تک ہو سکے اور سنو اور مانو اور خرچ کرو اپنے بھلے کو اور جس کو بچا دیا اپنے جی کے لالچ سے سو وہ لوگ وہی مراد کو پہنچے۔ اگر قرض دو اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا وہ دونا کر دے تم کو اور تم کو بخشے اور اللہ قدردان ہے تحمل والا۔ جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا زبردست حکمت والا۔ - صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ -

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

انجینئر زمر کا خان اچکڑی (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز): جناب اسپیکر! میں صرف اتنا کہوں گا کہ عثمان کا کڑ ہمارا Ex-Senator جو آج اُن کا انتقال ہوا، حقیقت میں، میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے، اُن کا بہت ہی زیادہ افسوس ہوا وہ میں بیان ہی نہیں کر سکتا کہ اُنہوں نے سینٹ میں جو بلوچستان کی نمائندگی کی اپنی قوم کی نمائندگی کی اور بہت کھل کے جس انداز میں اُنہوں نے اپنا کیس وہاں رکھا، ہم اُس کو بیان نہیں کر سکتے۔ لیکن میں اتنا کہوں کہ شاید اس کے دفنانے سے پہلے اگر ہم دُعا کر سکتے ہیں تو میں ہاؤس سے یہ گزارش کروں گا کہ اُن کے لئے دعا کی جائے۔ اور مولانا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ وہ کس انداز میں شرعی طریقے سے اُن کے لئے اس طریقے سے دعا کریں کہ دفنانے سے پہلے ہم اُن کے ایصالِ ثواب کے لئے کہ اللہ اُن کو جنت الفردوس نصیب کرے اور اُن کے پسماندگان کو صبر و جمیل عطاء کرے۔ اور حقیقت میں یہ غم سب کا ہے۔ میں خود یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس نے سیاسی اختلاف کے باوجود بھی پارٹی سے بالاتر ہو کے اُنہوں نے اپنی قوم اور عوام کی جو نمائندگی کی، میرے خیال سے بہت کم لوگوں نے اس انداز میں کی ہوگی۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ، جی مولوی صاحب۔

(سینئر محمد عثمان کا کڑ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سردار عبدالرحمن کھٹیران (وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی): جناب اسپیکر صاحب! میرا بھی، سید سلطان شاہ، اُن کی بھی رات کو رونا کی وجہ سے وفات ہوئی۔ اور میرے والد کے ماموں حاجی میرال اُن کی بھی وفات ہوئی ہے، اُن کے لئے بھی دعائے مغفرت کر دیں۔

جناب اسپیکر: جی پہلے بتا دیتا پھر ایک ساتھ ہوتا۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: اللہ ان سب کو مغفرت کرے۔ میں مورخہ 18 جون 2021ء کو اسمبلی میں جو ناخوشگوار واقعہ رونما ہوا ہے، اس دوران جو غیر سنجیدہ، غیر پارلیمانی، غیر آئینی اقدام اور جو نازیبا ریمارکس استعمال کئے گئے ہیں میں اس کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ اور خاص کر جام صاحب، قائد ایوان کے ساتھ جس قسم کا رویہ اختیار کیا گیا ہے، اُس کی بھی میں شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ اور جس طرح حکومتی اراکین کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کرنے سے روکا گیا، وہ یقیناً آئین اور اسمبلی کے قواعد کے برعکس تھے۔ جمہوریت میں کسی سے اختلافات، آئین اور قانون کے دائرہ کار میں رہ کر کرنا چاہیے۔ مذکورہ واقعہ کی تحقیقات کے لئے

مورخہ 19 جون 2021ء کو آئی جی پولیس بلوچستان کو letter لکھا گیا کہ وہ اس بارے میں ایک مفصل رپورٹ اسمبلی میں پیش کریں تاکہ اس واقعہ میں ملوث افراد کے خلاف قانون کے مطابق سخت کارروائی عمل میں لائی جائے۔ کچھ حکومتی اور اپوزیشن دوستوں نے مجھ سے اس بات کا گلہ کیا ہے ”کہ میں نے اس بابت اس سے قبل کوئی کارروائی کیوں نہیں کی؟“ اس بارے میں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ نا تو اس بارے میں حکومت نے اور نا اپوزیشن نے کسی قسم کا رابطہ کیا۔ اور نا مجھے کسی نے اس بارے میں کوئی کردار ادا کرنے کو کہا ہے۔ چونکہ یہ معاملہ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان کئی دنوں سے جاری تھا۔ اور اپوزیشن نے پہلے زرغون روڈ پر اس بابت اپنا احتجاجی کیمپ بھی لگایا تھا۔ بحیثیت اسپیکر دونوں فریقوں نے میری ضرورت محسوس نہیں کی۔ تو میں یہ مناسب نہیں سمجھتا تھا کہ میں خود ان کے درمیان میں مداخلت کروں۔ آخر میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ بلوچستان کی قبائلی روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے آئندہ اس قسم کے واقعات سے اجتناب کیا جائیگا۔ اور ساتھ ہی میں اپوزیشن کے دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنا احتجاج روڈوں کی بجائے اسمبلی کے فلور پر اپنے تحفظات بیان کریں۔ کیونکہ اسمبلی ہی آپ کے حقوق کے بارے میں آواز بلند کرنے کا بہترین فورم ہے۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ 18 تاریخ کو جو واقعہ اس اسمبلی میں پیش آیا، آپ نے اس کو condemn کیا۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ بلوچستان ہے، یہ بلوچستان کی اسمبلی ہے، پچھلے 72 سالوں سے جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے اس اسمبلی کی اپنی ایک روایت رہی ہے۔ ایک رسم رہی ہے۔ ایک سلسلہ رہا ہے کہ آج ہم اس طرف ہیں کل ہم وہاں تھے۔ اپوزیشن یا ٹریڈری پنچز کوئی ممبر بھی آتا ہے یہاں لوگ اس کو منتخب کر کے اپنے علاقوں سے بھیجتے ہیں۔ چاہے وہ کوئٹہ سے آئے، چاہے وہ بارکھان سے آئے، وہ ڈیرہ بگٹی سے آئے اور کوہلو سے آئے یا مکران کے ساحل سے آئے۔ مقصد عوام کا یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنا ایک نمائندہ بھیج رہے ہیں جو ہمارے حقوق کی بات کریگا، جو ہماری ترقیاتی کے حوالے سے بات کرے گا، بیروزگاری کے حوالے سے بات کرے گا، بنیادی حقوق کے حوالے سے بات کرے گا۔ مجھے بہت افسوس ہے، میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں کہ میں اس بات کو condemn کروں کہ وہ منتخب نمائندے آ کے ایک فٹ پاتھ پر رہنے والے غنڈے کا کردار ادا کریں۔ تو یہ ناں صرف اس ایوان کی بے عزتی ہے بلکہ ان عوام کی بے عزتی ہے جنہوں

نے ان کو منتخب کر کے ایک باعزت، باوقار ایوان میں بھیجا، جس میں انہوں نے جا کے آواز اٹھانی تھی، ہم تیس، پینتیس سالوں سے اس ایوان کا حصہ ہیں، ہماری عمریں ڈھل گئیں، کبھی اس قسم کے واقعات۔ قد آور شخصیات اس ایوان میں ہو کے گزرے ہیں۔ نواب اکبر خان بگٹی یہاں سے گئے ہیں، سردار عطاء اللہ مینگل، محمود خان اچکزی اور جو بھی یہاں پر آتا ہے۔ یہ نہیں کہ نواب سردار جو بھی آتا ہے منتخب ہو کے وہ اپنے علاقے کا ہے، آپ اُس کو نواب کا نام دیں، اُس کو سردار کا نام دیں، اُس کو خان کا نام دیں، اُس کو میر کا نام دیں، معتبر کا نام دیں، وہ اس حوالے سے یہاں آتا ہے۔ 18 تاریخ کو ہر انسان یہ نہیں ہے کہ صرف جام کمال چیف منسٹر ہے جام کمال ایک علاقے کی نمائندگی کرتا ہے، اُس کی ایک قبائلی حیثیت ہے، وہ والی ریاست ہے، چاہے وہ کمزور ہے، کوئی طاقتور ہے، ہم اپنے علاقے میں ایک دوسرے کو اچھی طرح ناپ تول کرتے ہیں، جس قسم کی حرکتیں کی گئیں، گملے پھینکے گئے، جوتے پھینکے گئے، پانی پھینکے گیا، ہم ساتھ تھے، یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ کسی کو وہ لگے نہیں۔ میں جام صاحب قائد ایوان کی بات کر رہا ہوں، اُس میں ہم بھی تھے، بشری رند بھی تھیں، دوسرے بھی تھے۔ یہاں ایک قبائلی نظام ہے۔ آج اگر جام صاحب کی بے عزتی ہوتی ہے، کل جام صاحب چیف منسٹر نہیں ہونگے اس ایوان کا حصہ نہیں ہونگے۔ سردار اختر مینگل ہوگا، محمود خان ہوگا یا جمعیت علماء اسلام کا مولانا واسع ہوگا۔ پھر تو جوتے اُتار کے کوئی بھی ایوان میں نہیں آئیگا ناں صرف فاصلہ اتنا ہے، دو انگلیوں کا یہاں آپ پاؤں اٹھائیں گے اور یہ دو انگلیاں ڈالیں گے اور جوتا پھینک دیں گے۔ کیا ہماری قبائلی روایت، کیا ہمارا معاشرہ کیا بحیثیت پاکستانی، بحیثیت ایک مسلمان یا انسان کے کیا یہ حرکت صحیح ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ روایت غلط روایت، انہوں نے کی اور اُلٹا پھر PDM کا پلیٹ فارم استعمال کر کے شہباز شریف سے لیکر مولانا فضل الرحمن صاحب سے لیکر جو بھی so-called اسکے لیڈر ہیں اس چیز کا ہمیں کہہ رہے ہیں کہ بُلُو بازی۔ ہم کہتے ہیں کہ مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ بُلُو بازی، جنہوں نے بُلُو بازی کی ہے اُن کا انجام ہونا چاہیے۔ کیا ایک منتخب نمائندہ کا یہ کام ہے کہ باہر فٹ پاتھ پر کھڑا ہو کے بُلُو بازی، گالیاں بکے اور نعرہ بازی کرے۔ یہ ایوان اس لئے ہے کہ کوئی مسئلہ مسائل ہیں، یہاں آپ بیان کریں۔ آپ کی کتابوں کا بکسہ آپ کی ٹیبل پر پڑا ہے آپ نے اس کا ایک ورق نہیں کھولا ہے اور آپ جو ہے ناں وہاں غیر اخلاقی اور غیر سیاسی اور مذہبی جو اُس کو نام دیں آپ وہ حرکتیں کر رہے ہیں۔ اسپیکر صاحب! اسی رات میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے بنگلے میں میں آیا۔ آپ نے کہا کہ میں نے، میں آپ کا مشکور ہوں۔ آپ نے کہا کہ میرا آئی جی سے بھی رابطہ ہوا ہے چیف سیکرٹری سے بھی۔ یہی آپ کے الفاظ تھے، میں نے کہا چاہے میں اس میں involve ہوں۔ کوئی بھی ہے ہرگز ہرگز وہ قابل معافی نہیں

ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ غنڈہ گردی کر کے، آپ کسی کو اپنا غلام بنانے کے بلیک میلنگ کر کے آپ ایک چیز، علاقوں کی نمائندگی ہے۔ آپ کے علاقے میں اسکیم نہیں ہے۔ آپ کی لڑائی تو کل پیسوں پر تھی۔ آپ کی تو ٹوٹل اوقات یہ تھی کہ آپ پیسوں کے لئے لڑ رہے تھے۔ جب گورنمنٹ، ٹریڈری پنچر، بجٹ بناتی ہے، وہ نہیں دیکھتی کہ کونسا علاقہ ہے۔ آپ آئیں، میں آپ کے سامنے میڈیا کے سامنے پی ایس ڈی پی کھولتا ہوں کہ کونسا ضلع محروم ہوا ہے۔ 33 اضلاع میں کوئی مجھے ثابت کر دے کہ یہ ضلع بالکل اس کو ایک روپیہ نہیں ملا ہے۔ میں ممبر شپ چھوڑ دوں گا۔ آپ ایک دس کروڑ یا بیس کروڑ کے کمیشن کھانے کے لئے۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: سردار صاحب! میرے خیال میں مختصر کر لیں۔ اجلاس میں اپنی تقریر بھی رکھا، وہ بس آپ نے کر لیا جی۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: بس Sir دو منٹ۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی: آپ ان کے کمیشن کے چکر میں آپ اس اسمبلی کا تقدس پامال کر رہے ہیں۔ پھر ہمیں آپ کرپٹ کہتے ہیں۔ کرپٹ آپ ہیں۔ آپ نے یہ حرکتیں کی ہیں صرف کمیشن کے لئے کہ ”جی بیس، میں کروڑ روپے میرے disposal پر ہوں۔ میں اسکیم دوں اور اس کا کمیشن کھاؤں“۔ لہذا میری آپ سے گزارش ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ اس کی thoroughly inquiry ہونی چاہیے۔ آپ کی good-office سے بھی آپ Custodian ہیں۔ آپ کے گھر میں یہ چیزیں ہوئی ہیں۔ یہ آپ کا گھر ہے۔ یہ آپ کے under ہے۔ آپ کی اسمبلی کے ملازمین اس میں involve ہیں۔ مہربانی کر کے اس کا thoroughly اور اس کا ایسا لائحہ عمل تیار کریں کہ کبھی بھی یہ حرکت نہیں ہو۔ نہیں تو کوئی عزت دار محفوظ نہیں رہے گا۔ کوئی ممبر بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ کوئی notable بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ بہت بہت شکریہ جناب۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): آج کوئی رخصت کی درخواست موصول نہیں ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: میر ظہور بلیدی صاحب، میر سلیم احمد کھوسہ، جناب عبدالحق ہزارہ، انجینئر زمرک خان، میر ضیاء لاگو، میر اسد بلوچ صاحب، صوبائی وزراء، نوابزادہ گہرام گہٹی، حاجی محمد خان لہڑی، مشیران وزیر اعلیٰ، محترمہ بشری رند صاحبہ، جناب مبین خلجی، جناب خلیل جارج، پارلیمانی سیکرٹریز کی جانب سے قاعدہ 56 کے تحت مشترکہ تحریک استحقاق نمبر 1 کا نوٹس موصول ہوا ہے۔ لہذا محرکین میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ تحریک

پیش کریں۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر! میں ضیاء اللہ لاگو قاعدہ 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ جی ہاؤس کی طرف سے اجازت ہے آپ پیش کریں۔

میر ضیاء اللہ لاگو (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! 18 جون 2021ء کو بلوچستان اسمبلی میں بجٹ اجلاس سے قبل احاطہ صوبائی اسمبلی میں اپوزیشن ارکان کی جانب سے غیر سنجیدہ، غیر پارلیمانی اور غیر آئینی اقدام اور نازیبا ریمارکس استعمال کیے گئے۔ جس سے نہ صرف ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ پورے ایوان کا تقدس پامال کیا گیا۔ مزید برآں اپوزیشن کے اراکین، اسمبلی کے احاطے میں نہ صرف اپنی جماعت کے کارکنوں کو اکٹھا کر کے صوبائی وزراء پر حملے کی کوشش کی۔ بلکہ اسمبلی کے ملازمین کو بھی احتجاج پر اکسایا۔ ہمیں ہمارے آئینی اور قانونی حق سے محروم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور ہمیں اسمبلی کے اندر داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ اسمبلی کے دروازوں کو تالے لگائے گئے اور جب ہم کسی طرح اسمبلی کے احاطے میں داخل ہوئے تو ہم پر حملہ کروایا گیا توڑ پھوڑ کی گئی ہم پر پتھراؤ کیا گیا اور خواتین رکن اسمبلی پر حملہ کرنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ سرکاری املاک کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔ اپوزیشن اراکین کے سنگین مکروہ اور غیر پارلیمانی رویے سے نہ صرف ہمارا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک استحقاق نمبر 1 پیش ہوئی۔ آپ تمام معززین اراکین کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ کی جانب سے جو مشترکہ تحریک استحقاق موصول ہوئی ہے اس میں اسمبلی کے ملازمین کے نام بھی شامل کیے گئے ہیں۔ آج میں نے اسمبلی کے کیمروں کا ریکارڈ چیک کروایا ہے۔ جس میں اسمبلی کے ملازمین براہ راست ملوث تو نظر نہیں آ رہے ہیں، بلکہ اس دوران وہ تماشائی بن کر وہاں کھڑے تھے۔ لہذا جو افسران اور اہلکاران اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر وہاں کھڑے تھے۔ ان 24 افسران اور اہلکاران کو میں نے فوری طور پر معطل کیا ہے اور معطلی کے احکامات جاری کر دیئے ہیں ان کے خلاف انکوائری جاری ہے۔ لہذا مشترکہ تحریک استحقاق نمبر 1 کو باضابطہ قرار دے کر اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

(خاموشی۔ اذان عصر)

جناب اسپیکر: چونکہ سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 2021-22ء پر آج بحث میں حصہ لینے کے غرض سے ذیل اراکین اسمبلی کے نام موصول ہوئے ہیں۔ جناب حاجی نور محمد دمڑ صاحب، جناب خلیل جارج صاحب، جناب مبین خان خلجی صاحب، محترمہ بشریٰ رند صاحبہ، محترمہ ماہ جبین شیران صاحبہ۔ حاجی نور محمد دمڑ صاحب! 2021-22ء کے بجٹ پر اپنی تقریر کا آغاز کریں۔ جی جناب خلیل جارج صاحب۔ اگر باقی کوئی بات کرنا چاہیں، تو اپنا نام دے دیں please

محترمہ بشریٰ رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ کیوڈی اے): جناب اسپیکر! آپ سے request ہے کہ میں اور ماہ جبین کل کریں گے۔ آج یہ جو تحریک پیش کی ہے اس پر میں بات کرنا چاہوں گی۔ جناب اسپیکر: وہ کمیٹی کی سپرد ہوگئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ کیوڈی اے: ٹھیک ہے۔

جناب خلیل جارج بھٹو: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ بجٹ speech شروع کرنے سے پہلے میں اپنے قائد نواب جام کمال خان صاحب کی شان میں ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں: ”رکھتے ہیں جو اوروں کے لیے پیار کا جذبہ وہ لوگ کبھی ٹوٹ کر بکھر نہیں کرتے“۔

جناب اسپیکر! آج کی اس بجٹ speech سے پہلے 18 جون کے واقعہ کی میں پُر زور مذمت کرتا ہوں۔ یہ ہمارا مقدس ایوان ہے یہاں بیٹھے ہم پورے بلوچستان کے لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں اور جس طرح میرے قائد پر انہوں نے نازیبا حرکات کی ہیں ان کے کارکنوں نے اگر ہم ایک دوسرے کے قائد کا ہم ایک دوسرے کے پارلیمانی لیڈر کا احترام نہیں کریں گے تو کسی کا بھی لیڈر محفوظ نہیں رہ سکتا۔ لہذا میں اس واقعہ کی پُر زور مذمت کرتا ہوں۔ اب میں بجٹ پر آتا ہوں 2021-22ء کا بجٹ یقیناً انسان دوست بجٹ ہے۔ غریب عوام کا بجٹ ہے۔ غریبوں کی عین خواہشات کے مطابق یہ بجٹ بنایا گیا ہے۔ جس میں تمام شعبوں کو اولین ترجیح دی گئی ہے جس کا direct تعلق غریب عوام سے ہے بلوچستان کے غیور عوام سے ہے اور اس میں جتنے بھی 51 حلقے ہیں، ناں صرف اُن کو بلکہ reserve seat والوں کو بھی مساوی حقوق دیے گئے ہیں۔ ملازمین کے لیے جو چیک رکھا گیا ہے، میرا خیال ہے موجودہ بجٹ میں اس سے بڑی opportunity حاصل نہیں ہو سکتی تھی میں اس پر اپنے وزیر اعلیٰ جام کمال صاحب اور وزیر فنانس کو ظہورِ بلیدی صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اور تمام cabinet کو اور تمام اتحادی جو ہمارے ساتھ ہیں ان کے سربراہان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کی انتھک محنت سے یہ بجٹ پایہ تکمیل تک پہنچا۔ جناب اسپیکر! یہ بجٹ بلوچستان کے دیگر بجٹوں

سے مختلف تھا۔ ہم نے تیسرا جو بجٹ پیش کیا۔ ہے آپ دیکھیں کہ اس میں بلوچستان کی ترقی، تعمیر اور بلوچستان کے تمام دُور دراز علاقوں کو دیگر budgets کی طرح دیگر حکومتوں کی طرح نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ اولین ترجیح دی گئی۔ گوادر جیسے اہم شہر کو اس میں سب سے بجٹ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ بجٹ اس چیز کی عکاسی کرتا ہے کہ جس کا direct تعلق عوام سے ہو۔ گوادر ہمارا مستقبل ہے گوادر صرف بلوچستان کا مستقبل نہیں بلکہ پاکستان کا مستقبل ہے۔ اور جس طرح گوادر میں پروجیکٹس رکھے گئے ہیں وہ خوش آئند ہیں نہ صرف گوادر کے عوام کے لیے ہیں بلکہ پورے بلوچستان کے لیے ہیں۔ اسی طرح میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی بات کر رہا ہوں اقلیتی امور میں۔ تو اس میں ہم نے بھاری رقم مختص کی ہے کیونکہ اس سے جو اقلیتوں میں پہلی حکومتوں کی طرح مایوسی اس مایوسی کو ختم کیا گیا اسکو دور کیا اور آج شکر ہے کہ اس minority department میں اسکا لرشپ، شادی، غریب بچیوں کی شادی کے لیے، بیماریوں کے لیے، اس کے علاوہ مالی امداد جو کمزور لوگ ہیں انکو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے بجٹ کو increase کیا ہے۔ میں اس پر بھی قائد صاحب کا شکر گزار ہوں۔ اس کے علاوہ overall بلوچستان کے کوئٹہ سے ہمارا تعلق ہے جب کوئٹہ کو ہم دیکھتے ہیں تو کوئٹہ بہت narrow تھا، بہت چھوٹا تھا یہاں بڑے problems تھے لیکن آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ جس طرح کہ ongoing schemes میں بھی ان کو جاری رکھا گیا ہے۔ اس میں سب سے بڑا جو اس وقت ہمارا پروجیکٹ ہے وہ سریاب روڈ کی کشادہ کرنے کی ہیں جب سریاب روڈ کشادہ ہوگی تو اس سے linked-up بھی، جتنی بھی روڈز ہیں وہ جاری۔ ان کو بھی سہولیات ملیں گی۔ کل میں جناب اسپیکر! کسی پرائیویٹ ہاؤسنگ اسکیم کا افتتاح کرنے دشت گیا تھا۔ دشت وہ علاقہ تھا جس کو کوئی پوچھتا نہیں تھا ان روڈز کی ملاپ کے لیے جب بھی ہم ان کو بڑا کر رہے ہیں تو ان سے کوئٹہ نہ صرف کوئٹہ میں رہ رہے ہیں بلکہ کوئٹہ بڑھ رہا ہے اور اس وجہ سے کہ ہم ان علاقوں کو سہولیات دے رہے ہیں تاکہ کوئٹہ بڑھے کوئٹہ آبادی کے لحاظ سے بہت زیادہ ہو گیا ہے اور یہ congested ہو گیا ہے اس لیے ہمیں دور دراز علاقوں کو بھی نئی کوئٹہ سٹیز بنارہے ہیں جس کا سہرا بھی موجودہ حکومت کو جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! اس کے علاوہ ہیلتھ میں ایجوکیشن میں سپورٹس میں بہت کام ہو رہا ہے وہ ان ہماری نوجوان نسل جو منشیات کا شکار ہو رہی تھی جو مایوسی کا شکار ہو رہی تھی اس کے لیے سپورٹس میں ہم نے بہت سارے پروگرامز رکھے ہیں اسٹیڈیوز رکھے ہیں footstalls جو نیا concept آیا تھا وہ رکھے ہیں کافی بن چکے ہیں کوئٹہ میں بن چکے ہیں اور پورے بلوچستان میں بننے جارہے ہیں جس سے میرا خیال میں نوجوان کھیل کے شعبہ میں آگے بڑھیں گے اور اسی سے نوجوان نکل کر پاکستان ٹیم میں بھی جائیں گے۔ اور یورپ اور امریکہ

اور دیگر علاقوں میں بھی جا کر اپنے سپورٹس کو اچھے طریقے سے کر سکیں گے۔ جب ہم ان کو یہاں سہولتیں دیں گے ایجوکیشن کے حوالے سے نئے کالجز بن رہے ہیں، انکے ساتھ نئے schools بھی بن رہے ہیں جو پرائمری سطح کے اسکولز تھے، اُن کو بھی آپ گریڈ کیا جا رہا ہے کیونکہ تعلیم main شعبہ ہوتا ہے ہم تعلیم یافتہ ہوں گے تو ہماری نسل بھی آگے بڑھے گی۔ ہمارا مستقبل بھی bright ہوگا اسی لیے ہم نے ایسے پروجیکٹس بھی رکھے ہیں جو پرائمری سطح سے جہاں فرنیچر نہیں ہوتا تھا جہاں اسکول کے اساتذہ نہیں ہوتے تھے بڑے اسکولز میں ایجوکیشن میں problem تھا لیکن اس بجٹ میں ان کے لیے بھی بھاری رقم reserve کی گئی ہے جو خوش آئند بات ہے اس کے علاوہ ہیلتھ۔ ہیلتھ ہمارا بہت میجر شعبہ ہے جو ڈائریکٹ ہماری زندگی سے تعلق رکھتا ہے اس میں نئے Hospitals بنے جا رہے ہیں ہیلتھ میں نئی اسکیمیں بن رہی ہیں اس میں بھی ہم نے کافی بھاری اچھا بجٹ دیا ہے۔ تاکہ غریب لوگوں کی مشکلات کو آسان کیا جائے اس کے علاوہ خواتین کے شعبے کے لیے۔ خواتین ہوٹل بنائے جا رہے ہیں، بازار بنائے جا رہے ہیں تاکہ خواتین کی activities جو ہمارے یہاں خواتین کے لئے ایسا سسٹم نہیں تھا۔

جناب اسپیکر: جی please اپنی کرسی کو۔ میرنعت صاحب! please میرنعت صاحب! please۔
 جناب خلیل جارج بھٹو: خواتین کے لیے کوئی ایسی activities نہیں ہوتی تھیں اُس کے لیے جام کمال صاحب نے ہوٹلز، اور نئے بازار بنارہے ہیں۔ گوادر میں بھی اس کا افتتاح ہم کرنے جا رہے ہیں۔ ان سب چیزوں کا ڈائریکٹ تعلق بجٹ سے ہے۔ اور بجٹ میں ہم نے ان سب چیزوں کو اپنی نظر میں رکھا ہے کہ کوئی ایسا شعبہ رہ نہ جائے جس سے کوئی ایسا جیسے اپوزیشن والوں نے ہمارے ممبر سردار صاحب نے کہا کہ انہوں نے تو بجٹ کو پڑھا ہی نہیں ہے۔ اور پڑھے بغیر ہی امتحان دینے بیٹھ گئے۔ جب انسان بغیر پڑھے امتحان دیتا ہے تو یقیناً فیل ہو جاتا ہے۔ تو اسی لیے پاس ہونے کے لیے پڑھنا پڑھتا ہے اور اگر وہ پڑھ لیتے تو ان کو پتہ چلتا۔ لہذا اپوزیشن کی جہاں تک بات ہے میں کہتا ہوں اپوزیشن کے کوئی حلقے نظر انداز نہیں ہوئے ہیں۔ یہ PSDP نہ کسی ایم این اے کی ہوتی ہے، نہ کسی سینیٹر کی ہوتی ہے، نہ کسی ایم پی اے کی۔ یہ public relations پر ہوتی ہے۔ public سے opinion لی جاتی ہے۔ public کے ان projects کو دیکھا جاتا ہے۔ جوان کی اولین ضرورت ہے۔ اس پر یہ PSDP بنی ہے پبلک کے عین خواہشات کے مطابق بنی ہے۔ جناب اسپیکر! ہم نے کوئی غلط یہ نہیں بنائی ہے اور جام صاحب پورے بلوچستان کے چیف منسٹر ہیں۔ کسی ایک حلقے یا کسی ایک پارٹی یا کسی ایک گروہ کا نہیں ہے وہ پورے بلوچستان کے چیف منسٹر ہیں، جتنا حق حکومت کا ہے اتنا ہی حق

اپوزیشن کا ہے۔ لیکن انھوں نے پورے بلوچستان کو نارگٹ کیا ہے۔ پورے بلوچستان کے حلقے ہیں۔ اور میں دیکھ رہا تھا کہ کچھلی PSDP میں بھی سات ارب روپے خاران کو دیئے ہیں گئے۔ جو شاء بلوچ صاحب یہاں speeches کرتے ہیں۔ کہ ہمیں کچھ نہیں ملا۔ عام لوگوں تک یہ تاثر جاتا ہے کہ شائد حکومت ہمارے لئے کچھ نہیں کر رہی ہے لیکن لوگ ان کی باتوں میں نہیں آرہے ہیں۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ لوگ on-ground جب کام کو دیکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ واقعی ہی کام ہو رہا ہے بلوچستان میں اس سے پہلے کا نہیں ہوتا تھا۔ کا کو اور پیپروں کو دیا جاتا تھا۔ on-ground نہیں ہوتا تھا ابھی اسکا جو میکینیزم بنا ہے اس میں کوئی بھی اپوزیشن والا اپنی WebSite جو ہماری حکومت کا ہے یا میڈیا ہے یا Facebook ہے اس پر وہ دیکھ سکتے ہیں کہ آن گراؤنڈ کام ہو رہا ہے۔ تو لہذا شکوہ برائے شکوہ نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن جو appreciate کام ہیں۔ وہ بھی میرے خیال ہے ہونے چاہئے۔ تاکہ ہم encourage ہو اور ہم زیادہ سے زیادہ کام کر سکیں۔ بلوچستان میں ہم سب برابر ہیں۔ کیونکہ یہاں سب حلقوں کی نمائندگی ہے۔ ان کا right بنتا ہے کہ وہ اپنی بات کریں۔ دنیا کا کوئی بھی بڑا فورم جناب اسپیکر اسمبلی سے بڑا نہیں ہے ایک سو بیس دن لوگ اسمبلی کے باہر بیٹھے رہے۔ آخر ان کا فیصلہ اسمبلی کے اندر ہوا ہے۔ باہر نہیں ہوا ہے۔ لہذا اسمبلی کے اندر آ کے جو آپ اپنے لوگوں کی بات کر سکتے ہیں وہ اسمبلی کے باہر نہیں کر سکتے ہیں۔ خدائے اس اسمبلی کا ایک ڈیکورم ہے۔ کہ یہ مقدس ایوان ہے ہمارے لئے ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ یہاں میں اپنی بات ختم کروں گا کہ ہم سب کو بلوچستان کی تعمیر اور ترقی میں اپنا اپنا حصہ ڈالنا چاہیئے۔ اور positive حصہ ڈالیں تاکہ اپنے آنے والی نسلوں کو ہم ایک بہتر مستقبل دے سکیں۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ جارج خلیل صاحب۔ ظہور صاحب بات کریں گے پھر دومر صاحب کو۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ خزانہ): شکر یہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو میں عثمان کا کڑ صاحب جن کی وفات ہو چکی ہے میں اُس پر اظہارِ افسوس کرتا ہوں اور تعزیت بھی کرتا ہوں اور لواحقین سے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جو ار رحمت میں جگہ دے۔ عثمان کا کڑ صاحب پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے لیڈر نہیں تھے بلکہ بلوچستان کے تمام اقوام کے لیڈر تھے۔ پاکستان کے لیڈر تھے۔ اور وہ غریب مظلوم کے لیڈر تھے۔ اور ان کی کمی عرصہ دراز تک یاد رکھی جائے گی۔ انہوں نے ہمیشہ حق دار کی بات کی۔ انہوں نے جو ہے غریب کی بات کی۔ انہوں نے اخلاقیات کی بات کی۔ انہوں نے حقوق کی بات کی۔ اور اس طرح کے لوگ بڑے کم پیدا ہوتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت نصیب کرے اور ان کے لواحقین کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کی تاریخ میں،

بلوچستان کی پارلیمانی تاریخ میں 18 جون جس میں میں نے بجٹ پیش کیا تھا، بجٹ سیشن کا آغاز تھا، جو رویہ ہمارے اپنے Colleagues نے اپنی ہی گھر پر حملہ کر کے حملہ آور ہو کے اختیار کیا تھا، وہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ جناب اسپیکر! جمہوریت کے حق داروں سے جمہوری روایت ہوتے ہیں۔ ہم بلوچستان میں فخر سے کہتے تھے ہمیشہ کہ بلوچستان روایتوں کا آئین ہے۔ بلوچستان اسمبلی روایتوں کا پاسبان رہا ہے۔ اور بیشک روایتوں کا پاسبان رہا ہے۔ تاریخ گواہ ہے بلکہ ابھی بھی اسی طرح ہو رہا ہے کہ بلوچستان کے لوگ، بلوچستان کے نمائندوں کو آپس میں اختلافات ہوتے ہیں، باہر لڑتے، ایک دوسرے کے ساتھ لیکن جب اس اسمبلی کے اندر آتے ہیں تو وہ لڑائی باہر رکھ کے آ جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! بلوچستان اسمبلی صرف ایک عمارت نہیں ہے، یہ بلوچستان کی امید ہے۔ بلوچستان کے لوگوں کے فیصلے یہاں پر ہوتے ہیں۔ بلوچستان کے لوگوں کی زندگی کے مستقبل جو ہے یہاں پر بنتا ہے۔ یہ لوگ جو یہ نمائندے ہیں یہاں پر آئے ہوئے ہیں، بلوچستان کی صرف شخصیت نہیں ہیں، یہ بلوچستان کے لوگوں کی جو ہے امیدیں ہیں۔ ان کی نمائندگی ہے۔ ان کی آوازیں ہیں جو آ کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ان کی بھرپور ترجمانی کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہمارے ہی ساتھیوں نے بازار سے سو، دو سو غنڈوں کو لیکر اس عمارت پر حملہ آور ہوئے۔ اس عمارت کی جو ہے عزت کو پامال کیا۔ اپنے ہی پولیس کو جو ہر اسال کیا اور ایما ماحول بنایا کہ اسمبلی کے سارے دروازے بند کر دیئے۔ ہمارے نمائندے کوئی کسی چور دروازے سے آ رہا ہے، کوئی کسی اور دروازے سے آ رہا ہے۔ اور غنڈے ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو ہر اسال کر رہے ہیں۔ ان پر آوازیں کس رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ شرم کا مقام ہے ان کے لئے جنہوں نے یہ حرکت کی ہے۔ یہ حرکت، اس کی جو ہے پوری دنیا میں جگ ہسائی ہوئی ہے پورے پاکستان نے اس کو Live Coverage دی ہے کہ دیکھیں! جو اپنے آپ کو روایتوں کے آئین کہتے ہیں، جو اپنے آپ کو جو ہے سینہ تان کے کہتے ہیں کہ جی ہم جمہوریت کے لئے قربانی دے رہے ہیں۔ جمہوریت کے لئے ہم لڑ رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! اس اسمبلی میں صرف یہ نمائندگان بیٹھے ہیں۔ اس میں صد خان اپجنزی صاحب اسی کے ممبر رہے ہیں۔ سردار عطاء اللہ مینگل صاحب اسی کے ممبر رہے ہیں۔ نواب محمد اکبر خان بگٹی اسی کے ممبر رہے ہیں۔ احمد نواز خان اسی کے ممبر رہے ہیں۔ جن کی مثالیں لوگ پورے پاکستان میں دیتے ہیں۔ لیکن افسوس کی بات ہے جو ان کے نام پر سیاست کرتے ہیں، انہوں نے آ کے اس اسمبلی کو جو ہے پامال کر دیا۔ اس اسمبلی کو جو ہے ایک مثال بنا دیا بلوچستان کی امیدوں پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ صرف اس اسمبلی پر نہیں تھا۔ اور جناب اسپیکر! یہاں تک کہ نہیں ہمارے وزیر اعلیٰ جام کمال خان کا جس کو کسی کے ساتھ کسی کو بھی اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں تھا کہ چار غنڈوں کو بلا کے بلوچستان کے

منتخب وزیر اعلیٰ کو بلوچستان کے اکثریت کے منتخب نمائندہ پارلیمانی لیڈر کو آکر آپ جو ہے قائد ایوان کے ساتھ اس رویے سے پیش آئیں۔ کیا آپ کا یہ مقصد چند ٹکے، پیسے لینے کے لئے تھا۔ اگر یہ حرکت کرنی تھی، ہمارے پاس آ جاتے، ہم خود تمہیں بھیک میں دے دیتے۔ کون سی دنیا میں یہ روایت ہے کہ جی بجٹ ہے جو حکومت پیش نہیں کرتی۔ یہ مینڈیٹ اسمبلی نے حکومت کو دی ہے۔ یہ مینڈیٹ بلوچستان کے عوام نے دیا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ جی ہماری نہیں سنی گئی۔ یہاں پر بیٹھ کے پوری اسمبلی گواہ ہے پورا بلوچستان گواہ ہے کتنی ریکورڈیشن آپ نے بلائے ہیں، ہم سارے یہاں بیٹھے ہیں۔ آپ کے لیکچر ہم جو پانچ، پانچ گھنٹے سنتے رہے ہیں، وہ کیا تھا۔ آپ نے کتنے PSDP پریسشن کرائے ہیں۔ کتنے جو ہے non-development پریسشن کرائے ہیں۔ ہم سب نے یہاں پر بیٹھ کے تسلی سے سنا آپ کو۔ اس سے زیادہ کیا چاہیے، آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں، آپ چند غنڈے بازار سے لے آ کے اسمبلی پر حملہ آور ہو کے آپ یہ کہہ منتخب نمائندوں کو ڈرانا چاہتے ہیں۔ آپ کی اس حرکت سے کیا ہم ڈر جائیں گے۔ کیا آپ کو سو، دو سو بندے مل سکتے ہیں لیکن ہم یہ حرکت نہیں کریں گے۔ ہم جو ہے جمہوریت اور اس اسمبلی کے جو ہیں استحقاق کا جو ہے۔ جو اس کا پاسبان ہے۔ آپ بیشک غنڈے لے آئیں۔ آپ بیشک جو ہے یہ غیر جمہوری ہتھکنڈے استعمال کریں۔ لیکن ہم آپ کو جو ہے خندہ پیشانی سے welcome کریں گے۔ آپ اس کے ممبر ہیں، ہونا تو یہ چاہیے تھا آپ آ جاتے، بجٹ پر تنقید کرتے۔ بجٹ پر جو ہے جو بھی آپ کے اعتراضات تھے، جو بھی جمہوری روایت ان کو استعمال کرتے۔ لیکن آپ نے نہیں کیا۔ آپ نے تماشہ لگا دیا، آپ نے جو ہے اس اسمبلی کے دروازے توڑے۔ آپ نے معزز ممبران کے پیچھے غنڈے بھیجے، اُن پر جو ہے آوازیں کسی۔ اُن کو ہراساں کیا۔ اور آج تک شرم کا مقام ہے آپ کے لئے کہ آپ نے بلوچستان کے منتخب وزیر اعلیٰ، اس اسمبلی کے قائد ایوان، اُن کی شان میں گستاخی کی۔ آپ نے آج بلوچستان کی سیاست کو مخالفت سے نفرت میں تبدیل کر دیا ہے، مبارک ہو آپ کو۔ یہ پہلے کبھی نہیں ہوا ہے۔ ہاں یہ کہہ دیں کہ BNP (مینگل)، پشتونخوا میپ اور جے یو آئی کو جاتا ہے کہ جس نے بلوچستان کی سیاست کو مخالفت کی بجائے نفرت میں change کر دیا ہے۔ آج آپ کہتے ہیں کہ میں جمہوریت کا علمبردار ہوں، مجھ سے زیادتی ہوئی ہے۔ میں بلوچستان کی آواز ہوں۔ آپ نے بلوچستان کی جو ہے غلط image، غلط future کو دنیا کے سامنے دکھایا، آپ نے یہ دکھایا کہ بلوچستان کے لوگ انتہائی غیر سنجیدہ ہیں۔ کیونکہ آپ بھی ووٹ لے کر آئے ہیں۔ بلوچستان کے لوگ جمہوریت نہیں جانتے، بلوچستان کے لوگ بندر بانٹ پہ ہے یقین رکھتے ہیں، جو یہ باتیں دنیا کہتی ہے آپ نے یہ ثابت کر دیا۔ جناب اسپیکر! مجھے یہ بتائیں

کوئی حکومت ہے کہ اس کا اپنا ایجنڈا نہیں۔ ایک بلوچستان مخلوط حکومت بیٹھی ہوئی جس میں بلوچستان عوامی پارٹی، BNP، وہاں HDP، اے این پی، یہ سب ایک منشور کے طور پر ووٹ لے کر آئے ہیں۔ ان کو اس طرح ووٹ نہیں ملا ہے۔ اور ہر حکومت کے ہر coalition partners کا استحقاق ہے کہ وہ کس طرح کی development کرنا چاہیں، یہ صرف بلوچستان میں نہیں ہے، یہ پورے پاکستان میں ہے۔ پوری ڈیموکریٹک ہسٹری میں ہے کوئی social بندے رکھتا ہے، کوئی اور بندے رکھتا ہے۔ اور اس کو اتنا حق ہے کہ اسمبلی میں آ کے اپنی گورنمنٹ بنا کے اپنے نظریات کو implement کریں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ میں بزور شمشیر اس کو روکوں گا، یہ حق بلوچستان کے عوام نے دیا ہے۔ جی ہاں یہ حق sorry to say ہم آپ کو نہیں دیں گے۔ آپ بیشک سڑکوں پر یا جو ہے عدالتوں میں چلے جائیں۔ یا اور اوجھے ہتھکنڈے استعمال کریں۔ یہ حق آپ کو نہیں ملا ہے۔ یہ بلوچستان کی عوام نے نہیں دیا ہے۔ یہ اسمبلی کی majority نے نہیں دیا ہے۔ میں اس بات کی انتہائی پُر زور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ اور ناں کہ صرف میں بلکہ وہ جمہوری روایت پر یقین رکھنے والے لوگ، بلوچستان کی اکثریت کے فیصلے پر یقین کرنے والے لوگ، یہ سب مذمت کرتے ہیں۔ اور آج آپ کی حرکت نے پورے پاکستان، پوری دنیا میں شرمسار کر دیا۔ اور بجائے، پھر آپ اپنی اس حرکت پر نالاں ہوتے، پشیمان ہوتے، معافیاں مانگتے، آپ آتے، پریس کانفرنس کرتے کہ جی ہم نے غلطی کی، بلوچستان کی عوام ہمیں معاف کر دیں۔ ہم نے اُن کی جو ہے امیدوں پر حملہ کر دیا۔ ہم نے ان کی جو ہے منتخب حکومت کے ممبران پر حملہ کر دیا۔ جھوٹ پر جھوٹ بولتے جا رہے ہو۔ کبھی کہتے ہو جی ہم پر حملے ہوئے، کبھی کہتے ہیں کہ پولیس آگئی ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ جی ہمارے ساتھ نا انصافی ہوئی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! تمہاری جھوٹ جو ہے ثابت ہوگئی ہے، تمہاری جھوٹ جو ہے واضح ہوگئی ہے۔ تم جو بھی حرکت کرو گے یہ حرکت تمہیں تاریخ نہیں بخشے گی۔ جب بھی تم جاؤ گے بلوچستان کی عوام سے ووٹ مانگنے سب سے پہلے سوال تمہیں یہی کہیں گے کہ ”ہم نے تمہیں ووٹ دے کے اُس اسمبلی میں بھیجا جس کی تم نے عزت پامال کر دی۔ جس کی تم نے عزت کو سبوتاژ کر دیا۔ اُسکے لئے ہم نے تمہیں ووٹ دے کے بھیجا تا کہ ہماری اُمیدوں پر حملہ کر دو تا کہ ہمارے مستقبل پر حملہ کر دو“۔ جناب اسپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ بہت سے معزز دوستوں نے باتیں کرنی ہے۔ میں پُر زور الفاظ میں 18 جون کے اپوزیشن کی جو حرکت تھی۔ اُس کی مذمت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ ظہور بلیدی صاحب۔

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات): جناب اسپیکر صاحب! مجھے صرف دو منٹ چاہیے۔

جناب اسپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات: جناب اسپیکر صاحب! میں وہ بات repeat نہیں کروں گی جو میرے بھائیوں نے کہی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ہم لوگوں کا جو ایک اثاثہ تھا، وہ 18 تاریخ کو لٹ گیا۔ جو ہم بلوچ، پشتون ایک روایات لے کر اپنی strong روایات کے ساتھ فخر سے پوری دنیا میں کہتے تھے ”کہ جی بلوچستان میں اس طرح کوئی حرکت نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوتی ہے“۔ اور ہم لوگ جبکہ interaction sessions میں جب بھی پنجاب اور سندھ سے ملتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ اچھا وہاں پر اس طرح ہوتا ہے لیکن ہمارے یہاں ایسا نہیں ہوتا ہے۔ اب کل انہوں نے وہ سارے ریکارڈ توڑ دیئے جو باقی اسمبلیوں کے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اُس سے چار ہاتھ آگے جا کر دکھائیں گے کہ ہم کیا کریں۔ اور یوٹیو پر میں یہ بھی دیکھ رہی تھی کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ غزوہ بلوچستان شروع ہو رہا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ آپ بلوچستان کے مزید students کو کس طرف لے جانا چاہ رہے ہیں؟۔ کس طرف ہماری عوام، ہمارے بچوں کو مروانا چاہ رہے ہیں۔ آپ مزید کیا آپ نے ذاتی مفادات کے لئے اور کتنے لوگوں کو لمبی چڑھانا چاہ رہے ہیں؟۔ ایک بہت خطرناک چیز جس کو میں highlight کرنا چاہ رہی ہوں وہ مجھے اپنے زخمی ہونے کا نہیں کہ میرے اوپر انہوں نے گملہ کھینچ مارا۔ یا اُس وقت انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ خاتون ہے یا مرد ہے کیونکہ میں جام صاحب کے پیچھے تھی۔ لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ ہماری روایات کچل دی گئیں اُس دن۔ اب یہ ہوگا کبھی کوئی کسی کی عزت نہیں کریگا، جب ہماری نہیں ہوگی، کل اس ایوان میں کوئی اور بیٹھے گا، پرسوں کوئی اور سردار نواب بیٹھے گا، تو اُس کے اوپر بھی اسی طرح ہوگا۔ جام صاحب نہ صرف CM ہیں بلکہ وہ ایک نواب ہیں اپنے علاقے کے۔ جو وہ کرتے ہوئے یہ تو سوچ لیتے کہ ہمارے یہاں کے روایات کیا ہیں۔ اُن تمام روایات کو انہوں نے، آپ کے insult کی۔ انہوں نے عزت دار جو ہمارا یہ ایوان ہے جہاں ہم آتے ہیں، اتنے respect سے اتنے اُس سے کہ ہم عوام کے مسائل یہاں پر حل کرتے بیٹھ کر۔ تو وہ تمام چیزیں ہم روڈ پر لے آئے ہیں۔ وہی والی بات ہے کہ ظہور بھائی نے بالکل صحیح کہا کہ غنڈوں کے ہاتھ آگیا ہمارا سارا سسٹم۔ ایک جو چیز میں بہت important جو share کرنے جا رہی ہوں وہ یہ ہے کہ آپ اگر TV پر دیکھ لیں اس وقت ہمارا انڈیا جو پروجیکٹ کر رہا ہے۔ انڈیا ہمارا یہ پروجیکٹ کر رہا ہے کہ بلوچستان اسمبلی میں یہ جو کچھ ہو رہا ہے بچارے اپوزیشن کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ اور یہ زیادتی آرمی کر رہی ہے۔ اب آپ بتائیں انتہاء دیکھیں کہ یہ لوگ کس طرف چلے گئے۔ ان کی سوچیں کس طرف چلی گئیں۔ یہ ایک نیا یہاں پر دنگا فساد کرنے جا رہے ہیں، جہاں

پر اب یہ ہماری آرمی کو involve کر رہے ہیں کہ یہ لوگ یہ سارا کر رہے ہیں۔ آپ اس کے گواہ ہیں۔ آپ اس ہاؤس کے Custodian ہیں کہ آپ کو خود ہی نہیں پتہ کہ یہ سارا واقعہ کیسے ہوا۔ جس کے لئے آپ آج خود کوشش کر رہے ہیں کہ معلومات ہو جائیں کہ یہ سارا واقعہ کیسے ہوا؟۔ تو کیا یہ آرمی کو پتہ تھا کہ یہ سب کچھ دنگا فساد ہونے والا ہے۔ جو یہ سارا کچھ اس میڈیا پر دیا جا رہا ہے ہماری بلوچستان اسمبلی کے خلاف ہمارے بلوچستان کے خلاف ہمارے پاکستان کے خلاف۔ تو یہ تو ہماری سرسرمیں کہتی ہوں اپوزیشن وہ تمام چیزیں ایک طرف جو انہوں نے ہمارے ساتھ کیا ہے، اس کا انصاف وہ کیسے چکائیں گے اس کا وہ بدلہ کیسے دیں گے۔ کم از کم میں تو اُن کو معاف نہیں کر سکتی اس چیز کیلئے۔ انہوں نے ہماری بے عزتی اُس دشمن ملک کے سامنے کی ہے جو ہمیشہ چاہتا تھا کہ پاکستان کا امن برباد ہو جائے۔ میں تو سخت الفاظ میں کہتی ہوں کہ ان کو ایکشن لینا چاہیے تاکہ آئندہ اس اسمبلی میں چاہیے خدا را! ہم ہوں یا نہ ہوں، کوئی بھی اس اسمبلی میں ہو، وہ ان پنچر کی عزت کریں، آپ جہاں بیٹھے ہیں اس کی عزت کریں۔ وہ اس ایوان کی عزت کریں اور ہمارا جو بھی CM ہو، اُن کی عزت کریں۔ اس طرح نہیں ہے کہ یہ دنگا فساد اور غنڈوں کا ایک منظر تھا، ایسا لگتا تھا جیسے باہر سے کرائے کے پانچ، پانچ سو روپے میں غنڈے لائے جاتے ہیں، یہ وہ منظر پیش کر رہے تھے جس طرح ہاتھوں میں جوتے، پانی کی بوتلیں اور گملے اُٹھائے ہوئے تھے۔ انہوں نے جرأت کیسے کی اتنے بڑے ایوان کو میں تو کہتی ہوں یہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ سے بھی بالا درجہ رکھتا ہے ہمارا یہ ایوان۔ اس پر انہوں نے جرات کیسے کی نظر ڈالنے کی۔ ان کی آنکھیں نوچ دینی چاہیے کہ اس ایوان پر آئندہ کوئی نظر نہ ڈال سکیں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: شکریہ محترمہ بشریٰ رند صاحبہ۔ حاجی نور محمد دمڑ صاحب۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا): شکریہ جناب اسپیکر۔ سب سے پہلے میں عثمان خان کا کڑ جس کا آج اُنکا انتقال ہوا، میں اظہار تعزیت کرتا ہوں، اُن سے اور اُن کے خاندان سے، اُن کے عزیز واقارب سے، اُن کی پارٹی والوں سے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ عثمان کا کڑ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ اور ساتھ ساتھ عثمان کا کڑ کی جو قربانی تھی اور عثمان کا کڑ کے جو خدمات تھے، اللہ تعالیٰ اُن کے گھرانے میں اسی طرح کوئی شخصیت اسی طرح کوئی سیاسی لیڈر پیدا کرے۔ جناب اسپیکر! آج بجٹ پر بحث کرنے کا موقع ملا ہے، دوستوں نے یہاں پر بات کی یقیناً میں بھی موجودہ بجٹ پر جو کچھ میں نے سیکھا ہے یا جو کچھ میں نے اندازہ کیا ہے میں ابھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہ رہا ہوں۔ جناب اسپیکر! بجٹ ایک سالانہ بلوچستان کی ترقی اور بلوچستان کی خوشحالی کیلئے ایک سالانہ بجٹ

پیش کیا جاتا ہے۔ اس بجٹ سے بلوچستان کے تمام مکتبہ فکر کے لوگ وہ چاہے پارلیمنٹری میمبر ہوں، وہ چاہے بیوروکریٹس ہوں، چاہے زمیندار ہوں، چاہے بلوچستان کے ہر قسم کے طبقے سے تعلق رکھنے والے بلوچستان کی عوام کی اُمید ہوتی ہے اس بجٹ سے۔ وہ پر امید ہوتے ہیں کہ جون میں بلوچستان کی خوشحالی بلوچستان کے آئندہ ایک سال کی ترقی و خوشحالی کا بجٹ پیش کیا جاتا ہے، انتظار میں ہوتے ہیں۔ 18 جون کو شام کے وقت ہمارے صوبائی وزیر خزانہ نے بلوچستان کی عوام کے سامنے ایک سال کی خوشحالی اور ایک سال کی اُمید اُنکے سامنے رکھی۔ جو کہ میں کہتا ہوں کہ شاید بلوچستان کی عوام کے اُمیدوں سے بھی زیادہ ایک بہترین بجٹ تھا، جس طرح اُمید کی جاتی تھی اُس سے بڑھ کے بجٹ پیش کیا گیا۔ تو اس شاندار بجٹ پر میں وزیر اعلیٰ بلوچستان جام کمال خان عالیانی صاحب، صوبائی وزیر خزانہ میر ظہور بلیدی صاحب، اے سی ایس ڈی و پلمنٹ، سی ایم صاحب کے سٹاف، پی اینڈ ڈی کے سٹاف، فنانس کے سٹاف، ان تمام کو میں اس کامیاب بجٹ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! مزہ تب کرتا تھا جب جام صاحب نہیں آتے تھے۔ میں تھوڑا بہت بول سکتا تھا۔ ابھی جام صاحب آگئے ہیں اُن کے سامنے ہوتے ہوئے میں ان کی تعریف اگر کروں تو میرے خیال میں میرے ذہن میں جو کچھ تھا میں ابھی بھی وہی بیان کرونگا۔ جناب اسپیکر! اس بہترین بجٹ کے پیچھے ان کی کامیابی کے پیچھے جام صاحب کی دن رات کی محنت تھی۔ ان کی بہترین vision تھی۔ ان کے بلوچستان کی عوام سے اظہارِ محبت تھی۔ اور ان کے احساسات تھے کہ بلوچستان کی عوام جو کہ کئی دہائیوں سے ہمارے سیاستدانوں نے لُٹا ہے ہمارے سیاست دانوں نے ان کو ورغلا یا ہے، ہمارے سیاستدانوں نے صرف نام کے بجٹ پیش کئے ہیں۔ اسی لئے بلوچستان کو آج کل پاکستان کا پسماندہ ترین صوبہ کہا جاتا ہے۔ اسی لئے جام صاحب کے دن رات محنت کی وجہ سے اس بجٹ میں تمام مکتبہ فکر کے لوگوں کی خوشحالی ہے۔ اور ان کا مستقبل ہے۔ اور ہر ایک کا اس میں شراکت داری ہے۔ جناب اسپیکر! اگر یہ میں کہتا چلوں کہ بجٹ پر ظاہری بات ہے اگر اپوزیشن ہوتی تو یہاں پر بھی اور باہر بھی بجٹ پر اعتراض بھی کئے جاتے تھے اور ہر کسی کو یہ حق حاصل بھی ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس بجٹ میں اعتراض کرنے کے لئے کوئی ایک نقطہ بھی نہیں ہے۔ وہ اسلئے اگر کوئی یہ کہے کہ یہ بجٹ ایک ضلع پر خرچ کیا گیا ہے یا کوئی یہ کہے کہ یہ بجٹ ایک قوم یا ایک ریجن کے لئے خرچ کیا گیا ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہ بجٹ صرف منسٹرز اور کابینہ کیلئے یا صرف بیوروکریٹس کیلئے یا ایک ڈیپارٹمنٹ کے لئے خرچ کیا گیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ اس book، اس کتاب کو اٹھالیں اس کے اندر جو کچھ ہے وہ حقائق ان کے سامنے آ جائیں گے۔ اس بجٹ کے اندر جناب اسپیکر! بلوچستان کے تمام ڈیپارٹمنٹس، وہ ڈیپارٹمنٹس جو بلوچستان کی عوام کی بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں۔ جو بھی

ڈیپارٹمنٹس بنے ہوئے ہیں، وہ ایک بھی ایسا ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے جس کا کوئی مقصد نہ ہو۔ تو تمام ڈیپارٹمنٹس بلوچستان کے عوام کی بہتری کیلئے بنے ہوئے ہیں اُن تمام ڈیپارٹمنٹس کی مضبوطی کے لئے جام صاحب نے بہترین رقم رکھا ہے اُس کے لئے تو ہر ڈیپارٹمنٹس جب ڈیپارٹمنٹس مضبوط ہوں گے تو ظاہری بات ہے کہ ڈیپارٹمنٹس آگے جا کے عوام کی خدمت کے لئے سب کچھ کر سکیں گے۔ وہ چاہے آپ جس ڈیپارٹمنٹ کا نام لے لیں، تو اُس ڈیپارٹمنٹ کے بہترین اسکیمات اس بجٹ کے اندر شامل ہیں۔ وہ چاہے ایجوکیشن کو لے لیں ایجوکیشن پر خاص کر جام صاحب نے توجہ دی ہے۔ تعلیم جو کہ ہمارے ماہرین دنیا کے ماہرین کہتے ہیں کہ ہر قوم کی مستقبل اور ہر قوم کی کامیابی کے پیچھے ایک تعلیم یافتہ معاشرے کا کردار ہوتا ہے۔ تو معاشرہ جب تک لکھا پڑھا نہیں ہوگا۔ معاشرے میں جب تک تعلیم نہیں ہو تو وہ معاشرے کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ جام صاحب نے تعلیم پر ایک خاص توجہ دی ہے۔ اگر آپ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو اٹھالیں ایک پرائمری سے لیکر ہائیر ایجوکیشن تک یہاں پر سو کے قریب نئے پرائمری سکول بنیں گے، سو کے قریب آپ کے نئے سکول آپ گریڈ ہونگے۔ کالج بن رہے ہیں اس میں وہ علاقے جہاں پر کالج نہیں تھے ایک دفعہ پچھلے سال بجٹ میں اُن علاقوں میں کالج بن گئے جہاں پر کالج نہیں تھا اس سال پھر وہی علاقے جدھر کالج نہیں تھا ابھی اس بجٹ میں وہ سارے علاقے شامل کر دیئے گئے وہ چاہے گرلز کالج ہوں، چاہے بوائز کالج ہوں۔ اسی طرح آپ کے اُن علاقوں میں جہاں پر پرائمری سکول نہیں ہوں۔ جہاں پر ہمارے بچے تعلیم جیسی نعمت سے محروم تھے، وہاں پر بھی ابھی جو نئے سکول، سو سکول بن رہے ہیں تو وہاں پر بھی سکول جہاں پر تعلیمی نظام نہ ہونے کے برابر تھی وہاں پر سکول بنیں گے اور وہاں اُن علاقوں میں جہاں پر پرائمری سکول لوگ پڑھ کے آگے پڑھنے کے لئے کوئی موقع نہیں ہوتا تھا اُن کے لئے کوئی ادارہ نہیں ہوتا تھا، ابھی پرائمری کوڈل اور مڈل کوہائی اور ہائی کوہائیر سیکنڈری کیلئے بہت ہی اس کے اندر چانسز رکھے گئے ہیں جام صاحب نے۔ تو جناب اسپیکر! میں اگر ہر سیکٹر کے بارے میں اسی طرح اگر ہیلتھ کے بارے میں میں اس ایوان کو بتاتا چلوں تو میرے خیال میں ہیلتھ سیکٹر کے اندر بھی جام صاحب نے بہت سے مواقع رکھے ہیں اس کے اندر۔ DHQ بن رہے ہیں۔ RHC بن رہے ہیں، BHU's بن رہے ہیں۔ ڈاکٹرز بھرتی ہو رہے ہیں۔ تو ہمارے یہی ادارے ہیں ان اداروں پر جو کچھ جام صاحب نے فوکس کیا ہے تو میرے خیال میں یہی بلوچستان کی خوشحالی ہے یہی بلوچستان کی مستقبل ہے۔ ہر ڈیپارٹمنٹ پر ایسی توجہ دی گئی ہے کہ کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ نہ فنڈز سے محروم رہا ہے نہ کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ عوام کے فائدے کے لئے سب کچھ بنے ہوئے ہیں نہ کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ ایسا ہے جس میں عوامی مفاد کے اسکیمات نہ ہوں۔ تو جناب اسپیکر! اس کامیاب

بجٹ پر میں جام صاحب، ظہور بلیدی صاحب، میں سیکرٹری فنانس، Development ACS ان تمام کو بار بار کب دپیش کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ میں بلوچستان عوامی پارٹی، بلوچستان عوامی پارٹی کے Coalition Partners اور بلوچستان کی عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اگر پچھلے ادوار میں بجٹ پر اس طرح سوچ و فکر کے ساتھ بجٹ بننا تو شاید بلوچستان کو آج کل پسماندہ صوبہ نہیں کہا جاتا، پہلے بجٹ بنتے تھے کچن کیبنٹ بناتے تھے، کچھ ہی لوگ بناتے تھے، ایک ڈسٹرکٹ کے لئے سب کچھ ہوتا تھا۔ پورے بلوچستان کے لئے کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ ایک ڈیپارٹمنٹ کو سب کچھ سے نوازا جاتا تھا۔ لیکن باقی ڈیپارٹمنٹ کے لئے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ ابھی میں کہتا ہوں کہ جام صاحب نے ایک تول رکھ کر سب کو ایک تول میں ایک انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہر حلقے کو، ہر ریجن کو، ہر ڈیپارٹمنٹ کو اس میں خاطر خواہ رقم رکھی گئی ہے جناب اسپیکر! اس سب کچھ کے باوجود جب اتنا بہترین بجٹ پیش کیا گیا ہے تو اتنے بہترین بجٹ پر 18 جون کو اپوزیشن والوں نے یہاں پر جو ڈرامہ بنایا۔ یہاں پر جو حالت کی یہ قابل مذمت ہے۔ میں ان کی پرزور مذمت کرتا ہوں یہ اپوزیشن جو کہ اپنے آپ کو جمہوری پارٹیاں کہتے ہیں، اس پارلیمنٹ کے لئے انہوں نے ہمارے بلوچستان کی عوام کو بیوقوف بنا کر اس پارلیمنٹ تک پہنچنے کے لئے کیا سے کیا کچھ نہیں کیا۔ لیکن اس پارلیمنٹ تک پہنچ کر آج اسی پارلیمنٹ پر حملہ آور ہو گئے اسی پارلیمنٹ کی انہوں نے بے عزتی کی، اسی پارلیمنٹ کی بلڈنگ کو انہوں نے گالی دی۔ اسی پارلیمنٹ کے تقدس کو انہوں نے پامال کیا۔ اسی پارلیمنٹ کی خوبصورتی کو انہوں نے بد صورتی میں بدل دیا۔ تو جناب اسپیکر! میں تو کہتا ہوں کہ پارٹیاں صرف نام نہاد جمہوری پارٹیاں ہیں، جمہوریت کا صرف نام استعمال کرتی ہیں۔ انہوں نے جمہوریت کا بھی جنازہ نکال دیا۔ انہوں نے دنیا کے سامنے اپنے آپ کو بدنام کر دیا۔ انہوں نے جس طرح ہمارے دوستوں نے کہا کہ بلوچستان ایک قبائلی صوبہ ہے ہماری روایات ہیں، ہم روایات کے حامی لوگ ہیں یہ بھی ہمارے ہی قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ لیکن انہوں نے کل پرسوں بجٹ والے دن بلوچستان کی روایات کو پامال کیا بلوچستان کے ہم جو کچھ کہتے ہیں کہ ہم قبائلی لوگ ہیں ہم غیرت مند لوگ ہیں اور جمہوری لوگ ہیں جمہوریت کا بھی جنازہ نکال دیا۔ جناب اسپیکر! ہم انکی جتنی بھی مذمت کریں اور ساتھ ساتھ پھر انہوں نے اس دن جتنے یہاں پر غنڈے لائے بلوچستان کے کونے کونے سے ایک مہینے سے وہ لگے ہوئے تھے۔ ایک تو یہاں پر عوام نے انہیں یکسر مسترد کر دیا۔ ان کی تو کوشش یہ تھی کہ ہم یہاں پر لاکھوں لوگ لائیں، ہزاروں لوگ لائیں لیکن ان سب کچھ کے باوجود بھی ان کو کوئی دولغری غنڈے پاکستانی پتہ نہیں کہاں سے ملے، وہ بھی کوئی کرائے دار شاید کوئی ہوں گے، کوئی عزت دار آدمی نہ تو اس طرح کر سکتا ہے اور نہ انکے ساتھ آئے تھے۔ تو یہاں

آکر انہوں نے جو حالت بنائی پھر ہمارے وزراء یہ پھر خصوصاً وزیر اعلیٰ بلوچستان یہ جو کہ پورے صوبے کی نمائندگی کر رہے ہیں جو کہ اس ایوان کے قائد ایوان ہیں جو کہ بلوچستان عوامی پارٹی کی ایک قیادت ہیں، صدر ہیں، لیکن انہوں نے جس بے عزتی اور جس طرز پر ان کے ساتھ یہاں آنے کی کوشش کی، یہ بھی قابل مذمت ہے۔ جناب اسپیکر! اپوزیشن کو ابھی بھی میرا مشورہ ہے کہ وہ آکر اس ایوان میں اپنے علاقوں کی حقوق کے لئے بات کریں۔ اپنے علاقوں کے حقوق کے لئے کیس لڑیں۔ اپنے آپ کو جمہوری ثابت کریں۔ جمہوری پارٹی ثابت کریں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ انہوں نے اس دن اپنا یا اس سے پہلے جب انہوں نے کوئی پنڈال یہاں پر لگایا، چار دن وہ ادھر بیٹھے رہے، مذاکرت کرنے کی دعوت ملی بات کرنے کی وہاں دعوت ملی لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے بات کرنے سے بھی انکار کیا مذاکرات کرنے سے بھی انکار کیا۔ انہوں نے تو یہ سوچا تھا کہ ہم اسی دن بجٹ پیش کرنے ہی نہیں دیں گے ہم بلوچستان اسمبلی کو جام کریں گے۔ لیکن یہ ایک state ہے، ایک سسٹم ہے، اگر وہ اُس دن کامیاب ہوتے، میں تو اپنے فورسز کو داد دیتا ہوں، میں اپنے فورسز، انہوں نے اسی دن جو حکمت عملی بنائی اور ان کا جس طرح مقابلہ کیا، میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اگر اسی دن وہ کامیاب ہوتے تو شاید ہماری بدنامی پوری دنیا میں ہم کس طریقے سے پیش ہوتے تھے لیکن انہوں نے ان کی جو کوشش تھی وہ ناکام کیا، یہ بھی یقیناً ہمارے فورسز کی کامیابی ہے۔ تو یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ طریقہ یہ نہیں ہونا چاہیے جو اپنے آپ کو جمہوری لوگ کہتے ہیں تو جمہوریت کا تقاضا اس طرح نہیں ہے۔ پچھلے سال جو کہ ہمارے وزیر اعلیٰ بلوچستان نے ان کو دعوت دی، ایک کمیٹی بنی، کمیٹی میں ان کے ساتھ ایک چیز ایک فیصلے پہ پہنچے ایک final-figure ان کو بتایا گیا کہ آپ کی اسکیمات آپ کو دیں گے۔ لیکن اس کے باوجود بھی یہ لوگ یہاں پر اسکیمات بھی ڈلوائے گئے، یہاں اسمبلی میں آکر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش بھی کی، یہاں پر اپوزیشن نے کردار بھی ادا کیا۔ اور وہاں پر وہ مزے بھی لیتے رہے۔ اور اسکے بعد پھر جب پی ایس ڈی پی پاس ہوئی، یہ لوگ جا کر کورٹ میں باقاعدہ انہوں نے stay لے لیا۔ پھر جس دن stay لیا انہوں نے اس دن باقاعدہ انہوں نے میڈیا سے بات چیت کی اور ساتھ ساتھ مٹھائی بھی تقسیم کی۔ تو اسی دن بھی میں نے ان کو کہا کہ جناب اسپیکر! میں نے اُن کو کہا کہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہیں آپ نے بلوچستان کی عوام کو کئی دہائیوں سے پسماندہ بھی رکھا ہے۔ ابھی بلوچستان کی عوام کی ایک اُمید پیدا ہوئی ہے اس گورنمنٹ سے، وزیر اعلیٰ جام کمال سے۔ لیکن اس کے باوجود بھی آپ جو ہیں ہمارے لئے رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں، عدالت میں جا کر stay لے رہے ہیں، بلوچستان کی ڈیولپمنٹ کو آپ لوگ روک رہے ہو، پورے بلوچستانی فرد کی، پی ایس ڈی پی تو نہیں تھی، یہ پورے بلوچستان کی پی ایس ڈی پی

تھی۔ تو پھر کورٹ سے بھی ان کو شکست ہوئی۔ تو اس کے باوجود بھی ان لوگوں کو سبق نہیں ملا۔ تو جناب اسپیکر ان کے رویے کا میں نہیں پوری دنیا نے مذمت کی۔ پوری دنیا میں یہ رسوا ہو گئے۔ پوری دنیا میں انکی جمہوری جو انہوں نے نام رکھا اپنے آپ کے اوپر یہ غیر جمہوری ثابت ہو گئے۔ یہ لوگ تو، بہر حال میں اپنی ٹیم کو جام صاحب کی قیادت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ہم بہت بڑی کامیابی کی طرف جا رہے ہیں۔ یہ ہماری کامیابی سے جام صاحب آپ کی vision سے، آپ کی دن رات محنت سے یہ لوگ خوفزدہ ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ اگر تین سال مزید یہ حکومت اسی طرح اور اسی رفتار سے بلوچستان کی عوام ترقی کرتی رہی تو آنے والے الیکشن میں ان کے لئے کچھ رہے گا نہیں۔ آنے والے الیکشن میں۔ بلوچستان عوامی پارٹی اور بلوچستان عوامی پارٹی کے جو Coalition Partners اس گورنمنٹ میں موجود ہیں وہ کلین سویپ کریں گے۔ ان کو کچھ ملے گا نہیں۔ یہی مینڈیٹ جو ان کو ملا ہے یہ بھی بمشکل ان کو ایک نمائندگی بھی نہیں ملے گی جس طرح پچھلے ہمارے یہاں پر ایک دوست ابھی ایک بندہ بیٹھا ہوا ہے پچھلی حکومت میں ان کو ایک کونسلر سے لیکر گورنر تک بلوچستان کی عوام نے مینڈیٹ دیا تھا۔ لیکن جب انہوں نے کردار ادا نہیں کیا پھر ان کو ایک ہی انٹری پتہ نہیں کس ڈیل کے تحت ملی، لیکن میں پھر کہتا ہوں ان کو کہ آنے والے الیکشن میں آپ کو پھر اسی طرح رسوائی ہوگی آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ بلوچستان عوامی پارٹی اور بلوچستان عوامی پارٹی کے جو Coalition Partners ہیں، اگر اسی طرح چلتے رہے اسی محنت سے اسی ولولے اسی جذبے سے بلوچستان کی عوام کی پسماندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے اسی طرح انصاف کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جام کمال صاحب کی محنت اور ان کے vision کو انشاء اللہ پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہوئے انشاء اللہ میں تو کہتا ہوں کہ ان نام نہاد قوم پرستوں، ان نام نہاد مذہب پرستوں کو آنے والے الیکشن میں بلوچستان کی عوام ان کو اتنا بے عزت کریں گے کہ وہ یاد ہی رکھیں گے تاکہ آئندہ کے لئے وہ سوچ ہی نہیں سکیں گے۔ تو جناب اسپیکر! شکریہ آپ نے مجھے موقع دیا اور ایک دفعہ پھر اپنے قائد ایوان جام صاحب اور انکی دن رات محنت کو سراہتا ہوں اور ان کو کامیاب بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ زمرک خان صاحب کو دے دوں فلور۔ جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزی (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جس طرح میں نے اسمبلی اجلاس شروع ہوا اُس وقت میں نے سینئر عثمان خان کی وفات پر انکی روح کے ایصال ثواب کے لئے ہم نے دعا کی، پھر میں ایک دفعہ ان کے سیاسی اور قبائلی کوششوں کو سراہتا ہوں اور جس طرح انہوں نے اپنے سینٹ کے دوران اور اپنی سیاسی زندگی کے دوران جو انہوں نے خدمت کی اپنے قوم کی

اپنے ملک اور اس صوبے کی اور ملک کے لئے جو آواز اٹھائی حقیقت میں بہت سے ہماری لیڈر شپ نے اٹھائے ہوں گے، اُن میں سے ایک عثمان کا کڑ بھی تھے جس کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ میں انکے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک ان کو جنت الفردوس نصیب کرے، ان کا غم ہم سب کا اور سب بلوچستان کے رہنے والوں کے لئے ہے۔ اور انکے خاندان کو صبر و جمیل عطا فرمائے، عوامی نیشنل پارٹی اس غم میں اُنکے ساتھ برابر شریک ہے۔ جناب اسپیکر! مختصر اُتارنا کہوں کہ 18 تاریخ کو جو واقعہ ہوا اس میں، میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ہماری ایک روایت ہوتی ہے پارلیمنٹ کے اپنے ایک اصول ہوتے ہیں، ہر علاقے میں رہنے والے ملک میں رہنے والے جو جمہوری قوتیں ہوتی ہیں، جمہوری ممالک ہوتے ہیں وہاں پر جناب اسپیکر صاحب! الیکشن ہوتے ہیں۔ الیکشن کے دوران لوگ منتخب ہوتے ہیں۔ ہر علاقے سے اپنے امیدوار جو ہیں وہ آ کے پارلیمنٹ میں حلف لیتے ہیں اور حلف میں یہ ہی کہتے ہیں کہ ہم اپنے ملک کی خدمت کریں گے۔ اپنے عوام کی خدمت کریں گے۔ اور اس کے ساتھ یہاں پر ایک قانون سازی کریں گے، پارلیمنٹ ہوتا ہے اور پارلیمنٹ جو ہے آئین بناتی ہے۔ اور آئین ہوتا ہے تو ملک چلتا ہے۔ اور دنیا میں کہیں بھی آپ دیکھ لیں وہ جو ہے کہتے ہیں کہ آئین اور پارلیمنٹ کی بالادستی ہونی چاہئے۔ اور یہ بھی میں آپ کو کہہ دوں کہ یہاں پر بیٹھی ہوئی جتنی بھی پارٹیاں ہیں چاہے وہ ڈیڑھری پنچڑ میں ہوں، چاہے وہ اپوزیشن میں، ہر ایک پارٹی یہ کہتی ہے کہ جی ہمیں پارلیمنٹ اور اس کے ساتھ آئین کی بالادستی چاہئے۔ اور اسی کے تحت کہ اس قانون کے تحت اس نظام کے تحت ہی ملک چلتا ہے۔ اور country چلتا ہے اور اس کو جمہوریت کہتے ہیں۔ جو 18 تاریخ کو آپ نے دیکھا جو ہماری تین پارٹیاں جو جمہوریت اور آئین اور پارلیمنٹ کے چیمپین اپنے آپ کو کہتے ہیں، کیا پھر پاکستان کی تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ بیان کر سکتا ہے کہ کس طریقے سے انہوں نے دھجیاں اڑائیں اس پارلیمنٹ کی، اس آئین کے تحت انہوں نے حلف لیا تھا۔ جنہوں نے قسم کھائی تھی کہ جی ہم اس کے تقدس کو پامال نہیں ہونے دیں گے۔ اور ہم اسکی جو ہے ذمہ داری ہم لوگوں پر ہے، یہ جو پارلیمنٹ بیٹھی ہوئی ہے عوام کی نمائندگی کرتی ہے کیا یہاں پر زبردستی سے اپنے آپ کو منوانا کسی کے حقوق کی پاسداری کرنا یا حقوق کو جو ہے غصب کرنا کیا یہ آئین کا حصہ ہے؟ نہیں انہوں نے یہاں پر کمپ لگایا پھر وہاں پر جناب اسپیکر صاحب! روڈوں کو بند کر دیا، کیا ان کو بلوچستان کے حقوق جو یہاں پر رہتے ہوئے اپوزیشن کو تین سال بعد یاد آئے؟ کیا جو ہم نے دو بجٹ پیش کئے اور تیسرا بجٹ پیش کرنے جا رہے تھے اس دو بجٹ میں یہ لوگ کہاں تھے کیوں انہوں نے یہ حرکت وہاں نہیں کی تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ ملا تھا دو بجٹ میں پیسے ملے تھے ان کو اسکیماٹ ملے تھے ان اسکیماٹ سے وہ اپنے آپ کو چلاتے تھے۔ تو اس دفعہ جب جام صاحب نے بیٹھ کر

فیصلہ ہم لوگوں نے سب نے کیا ان کی سربراہی میں کہ ہم ایک بہترین بجٹ پیش کریں گے۔ اور وہ بجٹ پورے بلوچستان کے ہر حلقے تک ہم پہنچائیں گے۔ پوری facilities ہوں، چاہے وہ ہیلتھ ہوا، ایجوکیشن ہوا، ایگرکچر ہو صاف پانی ہوا، ریگیشن ہوڈیز ہوں امن وامان کا مسئلہ ہو۔ تو ان کے ہوش و حواس اڑ گئے۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ چیزیں بلوچستان کے کونے کونے تک پہنچ گئیں تو ہمارا مستقبل کیا بنے گا۔ تو مستقبل کے لئے یہ نہیں کہ پارٹیاں پیسوں کے لئے بنتی ہیں یا وہ اسکیمات کے لئے بنتی ہیں یا وہ ٹرانسپارمر یا نالیوں کے لئے بنتی ہیں۔ آج ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں تو ہمیں اپنی عوام کے لئے کوئی اچھی قانون سازی کرنی ہے۔ ہم نے ان کے مستقبل کے لئے اچھے فیصلے کروانے ہیں۔ ہم ان بچوں کے لئے جو ہمارے آج اٹھنے والے ہیں انکے مستقبل کے فیصلے کے لئے انکے ایجوکیشن کا مسئلہ کریں۔ آج ہماری وہ نوجوان نسل ان لوگوں کو دیکھ کر جو انہوں نے یہ کارنامہ کیا ہے اس سے کیا سیکھیں گے؟۔ ان کو کیا سبق ملے گا یہی کہ ڈنڈے اٹھاؤ، یہی کہ تالے لگاؤ یہی کہ وزیر اعلیٰ پر پتھر پھینکو یہی کہ ہمارے معزز اراکین پر گمکے اٹھاؤ یہی کہ ہمارے دروازوں کو توڑا انہوں نے، شیشوں کو توڑا۔ یہ تو پارلیمنٹ نہیں رہا۔ یہ تو انہوں نے پتہ نہیں کونسا ساقی خانہ بنایا، انہوں نے یہاں پر انہوں نے تو ان چیزوں کو پتہ نہیں کس طریقے سے انہوں نے پامال کیا۔ میں تو کہتا ہوں اس کے معافی کا کوئی علاج ہی نہیں۔ اس کے معافی کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی ہم جمہوری لوگ ہیں۔ ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے وہ بھی ووٹ لیکر آئے ہیں۔ ہم بھی ووٹ لیکر آئے ہیں۔ فیصلہ ووٹوں پر ہوتا ہے۔ کون گورنمنٹ بنائے گا۔ کون اپوزیشن میں جائیں گے۔ پچھلے سال اسپیکر صاحب آپ خود یہاں پر بیٹھے ہوئے تھے، ہم اُس سامنے سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے ہمارے سردار کھیران صاحب وہاں اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمارا سب سے بڑا احتجاج یہی ہوتا تھا سردار صاحب آکر اس سیٹ پر بیٹھتے تھے کہ جی میں احتجاج کرتا ہوں کبھی کبھی ہم یہ کاغذ ادر سامنے رکھتے تھے ہم اس کو پھاڑتے بھی نہیں تھے۔ اس میں اللہ کا نام لکھا ہوا، اس پر ہر ایک لفظ کا اپنا مقصد ہوتا ہے۔ اور شریعت کے مطابق ہم یہ حق نہیں رکھتے ہیں کہ ان چیزوں کو پھاڑ کر یا آگ لگا کر پھینک دیں۔ تو اس کی عزت ہمارا فرض ہے اور یہ پھر پارلیمنٹ کا اثاثہ ہیں۔ انہوں نے یہ بھی نہیں کیا۔ ہم یہاں احتجاج کرتے تھے۔ میں ان کو کہتا تھا کہ آپ آجاؤ یہاں پر بیٹھ جاؤ اور یہی لوگ یہاں پر گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے تھے جو انہوں نے فیصلے کئے۔ کیا ان فیصلوں کی بنیاد پر ان کے پاس کوئی حقائق ہیں ہی نہیں۔ انہوں نے عوام کو دیا ہی کیا۔ انہوں نے اپنی جیبیں بھری انہوں نے پروجیکٹ نیچے انہوں نے بلوچستان کے مستقبل کا فیصلہ کیا مرکز میں کیا وہ ساحل اور وسائل کی بات کہاں گئی، اس چیز کے لئے کہ جی ہمیں بجٹ میں حصہ دے دو۔ کیا وہی حقوق کی جو ہم بات کرتے تھے انکے اکابرین جنہوں نے

ہمارے ان اکابرین کا نام ظہور صاحب نے لیا کہ صمد خان اچکزئی، عطاء اللہ مینگل سے لے کر، یہاں تک جو ہم بیٹھے ہوئے ہیں، کیا کیا انہوں نے یہاں اس پارلیمنٹ کے لئے قربانیاں دیں 73ء کا آئین بنایا۔ آج انہوں نے پامال کر دیا، سب محنت پر پانی پھیر دیا۔ میں خود کہتا ہوں کہ میں کس راستے سے آیا، ہماری بہنوں پر انہوں نے تشدد کیا۔ کیا یہ پارلیمنٹ کی روایت ہے؟ تو اسپیکر صاحب میں یہ کہتا ہوں جام صاحب بیٹھے ہوئے میں تو کہوں گا کہ بجٹ پر بات ہو۔ میرا تو یہ تھا کہ کل بجٹ اگر آپ ٹائم دیں گے یا ابھی اگر کہتے ہو پانچ منٹ لیکر شاید ہمارے سی ایم صاحب بات کریں گے۔

جناب اسپیکر: کل بات کریں گے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: لیکن یہ اتنا کہہ دیں کہ انہوں نے جو رویہ کیا اپنے اب بھی اپنی خامیوں کو چھپانے کے لئے پرسوں ترسوں جو انہوں نے اقدامات کئے تو عوام نے ان کو پہچان لیا ہے۔ یہ اپنا چہرہ نہیں چھپا سکتے ہیں ان چیزوں سے جو انہوں نے سارے پارلیمنٹ کو ریغمال بنایا۔

جناب اسپیکر: بہت شکریہ۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: ہم سب قبائلی لوگ ہیں، ہم سب یہاں پر ایک دوسرے کے بھائیوں کی طرح رہتے ہیں، کوئی کسی پر بد معاشی نہیں کرتا ہے، کوئی کسی پر زبردستی نہیں کر سکتا ہے۔ پیار و محبت، امن کے ساتھ ہم ایک دوسرے کی بات سنتے ہیں اور اسی پر عمل کر کے ہم اس پارلیمنٹ کو چلاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: تو میں ان کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ اپنی اس کھیل پر پشیمانی ظاہر کر لیں، اپنے کھیل کی جو ہم نے غلطی کی اس پر پشیمانی کر لیں۔ آئیں ہمارے جام صاحب کے ساتھ انہوں نے جو یہ رویہ کیا ہمارے پارلیمنٹ کے ساتھ جو انہوں نے رویہ کیا، یہی مشورہ ان کو دے سکتا ہوں، اس طریقے سے یہاں پر آ کر اپنی تجاویز رکھ لیں۔ ہم پر تنقید کریں۔ تنقید برائے تعمیر کریں۔ ہم انشاء اللہ اس پر عمل کریں گے۔ اور انکے ساتھ رہیں گے۔ لیکن اس کے لئے تو ہماری پوری پارلیمنٹ پھر ایک مشاورتی اجلاس کرے گی۔ ہم استحقاق پر جو ہے ہمارے استحقاق کمیٹی کے چیئر مین اس طرح اس پر جو پیش کر دیں اس کے حوالے کر دیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ استحقاق کمیٹی میں سب آ کر اپنے بیانات دے دیں۔ اور ان بیانات کی بنیاد پر ہم اس پارلیمنٹ کے تقدس کو واپس اوپر لے آئیں۔ اور دنیا کے سامنے جو ہمارا چہرہ جو open ہو گیا ہمیں لوگوں نے کس انداز میں بلوچستان کی روایات کو پامال کیا، اُس کو واپس برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ زمرک خان صاحب۔ جی مبین خلجی صاحب۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! سابق ڈسٹرکٹ چیئر مین خضدار شکیل درانی صاحب اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی دیکھنے آئے ہیں میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی پورے ہاؤس کی طرف سے سینٹر صاحب اور ہمارے سابقہ ناظم صاحب کو welcome کرتے ہیں۔ نوید کلمتی صاحب کو بھی خوش آمدید کہتے ہیں پورے ہاؤس کی طرف سے۔ جی مبین خلجی صاحب۔

جناب محمد مبین خان خلجی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ کیو ڈی اے): اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسے کہ بجٹ کا سیشن ہے اور اُس میں آپ نے مجھے موقع دیا پاکستان تحریک انصاف کی طرف سے میں بجٹ پر بات کروں گا۔ مگر اُس سے پہلے سابقہ سینیٹر عثمان کا کڑ صاحب جو آج فوت ہوئے ہیں، اُن کا ایک بلوچستان میں سیاسی بڑا کردار تھا اور پورے بلوچستان کی نمائندگی انہوں نے سینٹ میں کی۔ اور آج ہمیں بڑا افسوس ہوا ہے کہ اُن کی وفات پر پاکستان تحریک انصاف کی طرف سے تعزیت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ اللہ پاک اُن کے گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور جناب اسپیکر صاحب! جیسے کہ اُس دن 18 جون کو اسمبلی کے اندر جو یہ واقعہ ہوا، باقی جو دوست CM سیکرٹریٹ سے آئے تھے، میں تو خود ہی آیا تھا اور جو میں نے ادھر ماحول دیکھا، مطلب public میں ہی تھا اُن کے ساتھ کھڑا ہوا اور انہوں نے جس طرح سے مکمل پھینکے گئے اور جس طرح سے شیشے توڑے گئے اور جس طرح اُن کا رویہ تھا ایک بد معاشی والا مطلب اللہ معاف کرے کہ ایک غنڈوں کا بھی نہیں ہوتا۔ اور جس طرح کے ہمارے قائد جام کمال صاحب کے اوپر انہوں نے ہلہ بولا اور انہوں نے اپنے جو کارکنوں کو سمجھایا ہوا تھا پہلے سے پلاننگ کی ہوئی تھی، میں تو اُن کے ساتھ کھڑا تھا کہ انہوں نے ایک دم ہلہ بولا۔ یہ ایک میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں کہ یہ قوم پرست، مذہب پرست، پیٹ پرست، مفاد پرستوں نے اپنا چہرہ دکھا دیا کہ اُس دن کہ کس طرح کا کردار انہوں نے کیا اور کس طرح کے لوگوں کے ساتھ اور ہمارے ممبران کے ساتھ جو کچھ کیا۔ اور ایک جتنی مذمت کریں کم ہو سکتی ہے آپ سوچ نہیں سکتے کہ ہم مذمت کرتے ہیں۔ اور میں اس کے ساتھ ساتھ جناب اسپیکر صاحب بجٹ کے اوپر آپ کو بتانا چاہوں کہ بجٹ میں جیسے کہ ہمارے خاص طور پر مجھے اللہ تعالیٰ نے کامیابی کوئٹہ شہر کے حوالے سے دی اور کوئٹہ شہر کے حوالے سے میں آپ کو بتانا چاہوں کہ ایک عرصہ دراز سے جو مسلمانستان کا شہر تھا اُس کو ہم نے آہستہ آہستہ جام صاحب سے discuss کر کے PSDP میں چیزیں اور روڈز اور چیزیں ڈلوائیں۔ جس میں، میں آپ کو بتانا چاہوں کہ

آپ 15 سال کا tenure دیکھیں 20 سال کا tenure دیکھیں کہ ایک ڈیم آپ دکھا دیں، یہ میں challenge پر کہتا ہوں کہ کوئٹہ شہر کے اندر ایک ڈیم بنادیں۔ ہم نے تین ڈیم کا کام start ہے ہمارے کوئٹہ شہر کے اندر، اسی طرح کوئٹہ کے روڈوں کو widening کرنے کے کام ہیں جس میں میں آپ کو بتانا چاہوں کہ سرکی روڈ ہے، ٹیل روڈ ہے، پرنس روڈ ہے، اور بھی ہمارے حلقے کے نواں کلی بانی پاس ہے، اور پلس اس میں آپ کو بتانا چاہوں کہ sports complex بنایا جا رہا ہے، جو میرے ایک PB-28 کے اندر بنایا جا رہا ہے، ایک میڈیکل یونیورسٹی میرے PB-28 میں بنائی جا رہی ہے، اسی طرح کوئٹہ شہر کے اندر جو ہے کینسر ہسپتال بنایا جا رہا ہے۔ کینسر ہسپتال کے ساتھ ساتھ جو ہمارے گورنمنٹ میں جو سب سے بڑا achievement ہے health card دینے جا رہے ہیں۔ ہم health card ہر خاندان کو دینے جا رہے ہیں جو کہ ساڑھے آٹھ لاکھ لوگوں کو ہیلتھ کارڈ ملے گا۔ تو اس سے ایک خاندان کو کم سے کم دس لاکھ روپے کا ہیلتھ کارڈ ہوگا۔ یہ ایک بہت بڑا جو ہے ہماری گورنمنٹ کا step ہے جو ہم لوگ لینے جا رہے ہیں۔ اور اس کے حوالے سے میں بتانا چاہوں کہ فیڈرل PSDP میں آپ کے جو کوئٹہ سے خضدار تک روڈ ڈبل ہونے جا رہا ہے۔ یہ میرا نہیں یہ اپوزیشن کا نہیں یہ اس بلوچستان کی کامیابی ہے اس اسمبلی کے ممبران کی مہربانی ہے اور یہ ہمارے CM جام کمال صاحب کی کوششوں سے یہ روڈ جو ہے خضدار والا یہ ڈبل ہونے جا رہا ہے۔ اسی طرح ہمارے فیڈرل PSDP میں ہمارے عمران خان صاحب نے بلوچستان کے جو ممبران ہیں ان کو کافی اسکیمیں بھی دی ہیں، میں ان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ آپ نے بلوچستان کے لیے دی ہیں۔ اور میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں اپوزیشن کو کہ کیا آپ کی گورنمنٹ رہی کیا پشتونخوا کی گورنمنٹ رہی، تو کیا آپ نے بلوچستان اور قلعہ عبداللہ کو دہائی بنادیا۔ آج کا ش یہ سامنے ہوتے تو میں ان کے ساتھ بات کرتا کہ قلعہ عبداللہ کی کیا پوزیشن ہے، سب کو پتہ ہے کہ آج بھی وہاں اسکول نہیں ہیں، انھوں نے نہ اسکول بنائے نہ ہسپتال بنائے، نہ کوئی کام کیا، خالی لوگوں کو دھوکا اور بے ایمانی کی، اسی طرح میں بات کروں کہ وڈھ کے اندر CM رہے اختر مینگل صاحب، انھوں نے کیا کام کیا، وڈھ کو کیا ترقی دی، وڈھ کے ساتھ کیا سلوک کیا، میں ان کو بھی بتانا چاہوں گا۔ اور مولانا صاحب کی میں بات کرتا ہوں، ڈیرہ غازی خان کو کیا انھوں نے لندن بنادیا، وہ بھی ہمیں پتہ ہے کہ کیا لندن بنایا اور بلوچستان کے اندر انھوں نے کیا کام کیے ہیں، کوئی کام نہیں کیے ہیں صرف اور صرف عوام کو دھوکہ دیا، عوام نے ان کو reject کر دیا تھا مسترد کر دیا تھا، آج یہ عوام سے غصہ نکال رہے ہیں، آج ان کو تکلیف ہو رہی ہے، یہ قوم پرست، یہ مذہب پرست یہ پیٹ پرست، یہ مفاد پرست لوگ جو آج یہ ادھر بیٹھ کر لوگوں کے ساتھ باہر بیٹھ کر جھوٹ بولتے

ہیں کہ پولیس ہمیں نہیں چھوڑ رہی، کیمرے لگے ہوئے ہیں، یہ سارا میڈیا دیکھ رہا ہے کسی نے نہیں روکا ہے یہ اپنی مستی سے منہ دکھانے کے قابل نہیں ہیں جو ادھر آئیں اور بات کر سکیں آج ان کو شرمندگی ہو رہی ہے کہ آج ہم کس طرح لوگوں کے سامنے speech کریں اور کس طرح لوگوں کو بتائیں کہ ہم کو لوگوں نے مسترد کر دیا ہے، آخر ان کی اُمیدوں پر ہم لوگوں نے پانی پھیر دیا ہے، ان کو پتہ ہے کہ آخر کار ہمارا اگلا الیکشن میں بھی اسی طرح انا للہ وانا الیہ راجعون ہوگا تو اسی لیے یہ جو ہیں باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں آج جو یہاں ممبران ہیں اور جام صاحب ہیں اور ہمارے جوفنانس ہیں، ACS ہیں، جو بھی ٹیم تھی میں اُن سب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اس بجٹ پر، بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ مبین خلجی صاحب۔ جام کمال صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں، جی۔

جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو آج کے اس دن کے حوالے سے پارلیمنٹ کے ممبرز بھی مقدس ہیں، پارلیمنٹ خود بہت مقدس ہے، اور مجھے اور آپ کو یہ جو respect ملتی ہے اور یہ ہم مقدس بننے ہیں اس ہاؤس کی وجہ سے۔ اگر میں اور آپ پارلیمنٹ کا حصہ نہ ہوں تو شاید ایک عام شہری کی طرح، ہر انسان اپنی عزت رکھتا ہے لیکن پارلیمنٹ ہمیں ایک stature پر لاتی ہے کیونکہ ہم اُن کے فیصلے کرتے ہیں اور اس پارلیمنٹ کے through کرتے ہیں۔ rules بناتے ہیں regulations بناتے ہیں، قوانین بناتے ہیں، ہم وہ کام کرتے ہیں جو لوگوں کی زندگیوں کے عام طور کے معاملات کے اندر ایک بہت بڑی تبدیلی قانون ہی لاتا ہے اور یہ حق میرا اور آپ کا نہیں ہے، یہ اختیار ہمیں یہ ہاؤس دیتا ہے، اور یقینی طور میں اس بات کو دو پہلوؤں میں تقسیم کر کے کرنا چاہ رہا تھا کہ اُسی پارلیمنٹ کے چاہے وہ صوبائی اسمبلی ہو، نیشنل اسمبلی ہو یا سینٹ ہو۔ ہمارے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے جناب محترم عثمان کاکڑ صاحب آج اُن کی وفات ہوئی، سب سے پہلے تو ہم دُعا گو ہیں کہ اللہ اُن کے درجات بلند کرے اُن کے خاندان پر اُن کے لواحقین پر اور اُن کے چاہنے والوں پر ایک اپنی خاص رحمت رکھے کیونکہ کسی بھی ایک گھر کا فرد چھڑنا، اپنے لحاظ سے خاندان کے لیے ایک بہت بڑی تکلیف ہے، لیکن لامحالہ کسی جماعت اور خاص کر ایک ایسی جماعت جس کے اندر کوئی ایک ایسا شخص ہو جو اُس جماعت کی ایک طرح سے ایک عام اُس کے ورکر کی اور اُس کے بہت بڑے طبقے کی روح ہو جو اُسکو follow کرتے ہیں جو اُس کو appreciate کرتے ہوں، ایسے پارٹی کے کسی لیڈر کا کسی پارٹی کے اندر ہونے میں اُس کا جب نقصان ہوتا ہے یا اُس پارٹی سے ہٹ جاتے ہیں اور اس دنیا سے چلے جاتے ہیں وہ ایسا ایک نقصان ہوتا ہے جس کو پُر کرنا

بہت مشکل ہوتا ہے۔ تو ہم آج کے دن سے پوری پارلیمان بلوچستان اسمبلی کی بشمول ہم سب اور پھر جتنے بھی ہمارے coalition کے جتنے بھی لوگ ہیں، ہم بہت ہی افسوس کے ساتھ اس واقعے کے حوالے سے رنجیدہ بھی ہیں اور بلوچستان کو ایک political loss ایک انسان، ایک شخص کی صورت میں ہوا ہے، اس حوالے سے ہم دُعا گو بھی ہیں کہ یہ چیز اُن کے خاندان پر اور اُن کی پارٹی پر اللہ کا خاص رحم ہو۔ تاکہ اس تکلیف سے اور اس رنج سے وہ آگے نکلیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں یقینی طور پر آج کا دن تو ہماری شروعاتی دن ہے، میں اس پر زیادہ خاص کر جو میں نے بات کرنی تھی، وہ آج کے اس واقعے کے حوالے سے تھا لیکن باقی دوستوں نے اپنی بات کی ہے۔ اور میں ابھی بھی باہر تھا تو اپوزیشن کے کچھ لوگ باہر garden میں بیٹھے تھے۔ تو میں گاڑی سے جیسے اُتر اُن کے پاس گیا، ہم اور آپ الحمد للہ سب انسان ہیں، ہم سب ایک دوسرے کی بڑی قدر کرتے ہیں respect کرتے ہیں، لیکن سب سے زیادہ جب اس ہاؤس میں آتے ہیں تو یہ ہاؤس ان سب چیزوں سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ پھر اس ہاؤس سے واسطہ ایک کرسی ہو اس ہاؤس سے واسطہ اس کی دیواریں ہوں، اس کے دفاتر ہوں، اس کی بلڈنگ ہو، یہ مقدس ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کو ہم پارلیمان کہتے ہیں۔ میرے ذہن میں ایک بات آئی کہ ٹھیک ہے ہمارے ساتھ بہت سارے ورکر ہوتے ہیں، اس اجلاس کا حصہ بنتے ہیں، اُن کو اس پارلیمان کے تقدس کے حوالے سے خاص پتہ نہیں ہوتا، کیونکہ وہ ایک عام شخص ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ یہ دیواریں یہ بلڈنگ تو باہر بھی ہے، اس طرح کے شیشے تو باہر گھروں میں، دفاتر میں بھی لگے ہیں تو میں اس کو توڑ دوں یا باہر کسی چیز کو توڑ دوں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن ایک پارلیمانی ممبر کی حیثیت سے ہم سب اس چیز کا حلف لیتے ہیں کہ ہم ہر چیز کے اس ہاؤس کے تقدس کی حفاظت کریں گے۔ اور اگر ہمارے ہاتھوں سے کوئی ایسی چیز ہو جاتی ہے جو اس کے نقصان کا باعث بنتی ہے، پھر ایک بہت بڑا سوال ہمارے اُپر خود آ جاتا ہے کہ ہمارے ورکرز سے ہمیں کوئی گلہ نہیں ہونا چاہیے، ہمیں جو ہمارے ساتھ مہمان آئے ہیں، اُن سے گلہ نہیں ہونا چاہیے، وہ گلہ پھر ہمارا بنتا ہے کہ ہم اپنے آپ سے یہ سوال کریں کہ ہم اس ہاؤس کو کیا respect دے رہے ہیں؟۔ ہم پورے پاکستان میں، پوری دُنیا میں جو ہم نے ایک مذاق بنایا ہے اُس کے حوالے سے ہمارا کیا message جا رہا ہے۔ جس طرح مبین نے بڑی صحیح بات کی کہ یہاں پر دو چیزوں کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہم ایک سیاسی، جو بہت ساری ہم پر یہ بات ہے، جی یہاں پر بڑی نفری تھی، یہاں بڑی پولیس تھی، ہم شائد اس بات کو بھول رہے ہیں کہ بلوچستان اور پاکستان میں کچھ سیکورٹی کے ایسے معاملات بھی ہیں جن کی وجہ سے حالات اور خراب ہو سکتے ہیں۔ حال ہی میں ہم نے واقعات دیکھے ہیں، ان تقریباً ان چار، پانچ مہینوں میں ہم نے بہت سارے

ایسے واقعات دیکھے ہیں جہاں لوگوں کی جانی نقصان ہوا ہے، لوگوں نے اُس حوالے سے ایک بہت بڑا نقصان دیکھا ہے۔ اور یہ تو ایک بڑا ideal ماحول بن جاتا ہے، چارتمبو باہر لگے ہوئے ہیں، چار، پانچ سو بندے جمع ہیں، سیکورٹی کا کوئی سسٹم نہیں ہے۔ اندر بھی لوگ آگئے ہیں۔ تو اگر خدا نخواستہ جس دن آپ بھی موجود تھے، ہم بھی موجود تھے، اس پورے ہاؤس میں کہیں بھی اگر اس طرح کا کوئی ایک ناخوشگوار واقعہ اگر ہو جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا نقصان ہوتا، اور وہ نقصان بلوچستان کو ہوتا، نقصان اس ہاؤس کا ہوتا، اس کے مقدس ایک مقام کا ہوتا۔ تو یہ پولیس صرف اس لیے نہیں کھڑی ہے کہ صرف ہمیں کسی کو روکنا ہے۔ ہم نے تو اس دن بھی کسی کو نہیں روکا اس پولیس نے اور آج بھی جس طرح مبین نے کہا، لیکن لامحال جب آپ ایک جتنے کی صورت میں چار چار، پانچ سو کی صورت میں لوگ لائیں گے تو اسمبلی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت دی ہے، اس فلور کی نسبت دی ہے، یہاں آپ آئیں، پہلے دو بجٹوں میں آپ نے یہاں کتابیں پھاڑ دی ہیں، چیزیں بھینکی ہیں، ہلہ گلہ کیا ہے۔ تو ہم نے اُس کو اسی حوالے سے دیکھا ہے کہ یہ اس ہاؤس کے حوالے سے یہ چیز پھر بھی قابل قبول ہے۔ اس حوالے سے ایک فرد کو ایک پارلیمنٹیرین کو یہ حق حاصل ہے، لیکن جب آپ اس ہاؤس، اس ہال سے جیسے ہم باہر نکلیں، پھر یہی ہنگامہ ہم اس بلڈنگ کے ساتھ کریں، اس کے ماحول کے ساتھ کریں، یہ ہمیں کسی صورت زیب بھی نہیں دیتا اور ہمیں کرنا بھی نہیں چاہیے۔ میں اس پر زیادہ اس لیے بھی بات نہیں کروں گا کیونکہ آج پورے بلوچستان میں پورے پاکستان میں، دیکھیں! میں نے کل بھی کہا کہ میں نے کہا کہ جی یہاں پر جس وقت ہم جب ان دروازوں سے یہاں اس اسمبلی میں آتے ہیں، میں وزیر اعلیٰ اپنی جگہ رہتا ہوں، یہاں کے منسٹر اپنی جگہ رہتے ہیں، یہاں کی اپوزیشن اپنی جگہ رہتی ہے، ہم سب اس پارلیمان کے ممبر ہیں۔ ہاں اس jurisdiction اس پارلیمان کی حدود کے باہر ہماری بہت ساری اپنی حیثیتیں بھی ہیں، ہم قبائلی لحاظ سے، پارٹی کے لحاظ سے، حکومت کے لحاظ سے لیکن اس احاطے کے اندر ہماری وہ ساری چیزیں ہم سے ہٹ جاتی ہیں۔ پھر یہ پارلیمان جو ہے ناں وہ سب سے اس نے جو ہمیں اختیار اس ہاؤس کے اندر دیئے ہیں، ہم صرف اُس کو exercise کر سکتے ہیں۔ اور اُس حوالے سے اگر ہم ان ساری چیزوں کو مد نظر نہ رکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ نقصان ہم اپنی اس پارلیمان کے ساتھ کر رہے ہیں، اس عہدے کے ساتھ کر رہے ہیں، بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ایک میری کھیتران صاحب کی، کسی اور کی، ظہور بلیدی صاحب۔ ٹھیک ہے ہمیں چوٹ بھی لگ جاتی، کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ ہم سیاسی لوگ ہیں، ہم نے اپنی زندگی میں کئی ایسی چیزیں دیکھی ہیں۔ لیکن میرے لیے کوئی اور بڑا فرق نہیں پڑتا کہ کسی نے جوتا پھینکا، کسی نے بوتل پھینکی، یہ ایک سیاسی

ماحول میں چیزیں رہتی ہیں۔ ہاں بلوچستان میں کم از کم ایسی روایتیں نہیں ہیں۔ لیکن یہاں بھی شائد قائم ہونے جارہی ہیں۔ تو پھر یہ ایک عجیب سا precedence بنے گا۔ لیکن ہم نے ابھی بھی ماشاء اللہ ہمارے جتنے بھی coalition کے ممبران ہیں اور ہماری پارٹی ہے، ہمارے لوگ بھی اشتعال میں ہیں، وہ بھی کہتے ہیں کہ ہم بھی جی یہ چیزیں بڑی آرام سے کر سکتے ہیں لیکن ہم نے نہ کبھی اُن کو اس طرح کا مشورہ دیا ہے بلکہ منع کیا ہے۔ کہ وہ اگر اس طرح کی اگر کوئی غلط حرکت نہ کریں ہم سب بلوچستان کے رہنے والے ہیں، اور ہر اُس جگہ سے جہاں ان کا گزرنا آنا جانا سیاست کرنا ہر جگہ ہے، چار بندے وہاں بھی جاسکتے ہیں اس طرح کی حرکت کر سکتے ہیں اور ہم انشاء اللہ و تعالیٰ ایسی کوئی حرکت نہیں کریں گے۔ اور ہم ایسی حرکت کو own بھی نہیں کرتے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔ اور اگر ہمارے طرف سے کوئی کرے گا بھی تو ہم ایک پارٹی کی حیثیت سے جتنے بھی لوگ یہاں بیٹھے ہیں ہم اُس کی مذمت اُسی وقت کریں گے۔ لیکن بہت بڑا افسوس، میں تو، دیکھیں! ہم مذمت اُس بات کی کر رہے ہیں کہ اس احاطے کے باہر اگر کوئی بلوچستان کے کسی بھی شخص کے ساتھ یا کسی بھی پارٹی کے عہدیدار کے ساتھ ہمارا کوئی اگر ورکر اگر اس طرح کی حرکت کرے ہم اُس کی مذمت کریں گے۔ آپ imagine کریں کہ اگر اس ہاؤس کے اندر ہو رہا ہو ہم اُس کی مذمت نہیں، پھر ہم اپنے اُس ورکر کے اوپر کارروائی کریں گے۔ ہم اُس کے اوپر اور زیادہ سختی سے بات کریں گے کیونکہ یہ بہت ایک مقدس جگہ ہے، جس کی respect ہم نے قائم کرنی ہے۔ مجھے صرف ایک افسوس ہوا جو میں تصور بھی کر رہا تھا۔ خیال بھی کر رہا تھا۔ کہ شائد کریں گے لیکن وہ ہوا نہیں۔ بلکہ آج آپ کے توسط سے اس ہاؤس کے توسط سے میں بلوچستان اپوزیشن پارٹی لیڈرز کے ساتھ ایک سوال کروں گا کہ یہ ہاؤس میرا اور آپ کا نہیں، ہم سب کا ہے، یہ واقعہ جو اس کے اندر ہوا، آپ کم از کم، میں یہ expect کروں گا کہ آپ اپنے ورکرز کو کم از کم یہ ضرور پوچھیں گے کہ تم لوگوں نے اس ہاؤس کو کیوں نقصان پہنچایا ہے؟۔ ٹھیک ہے آپ کو جام کمال سے، کھیترا ان صاحب سے، بابر موسیٰ خیل صاحب سے، اصغر خان صاحب سے، گہرام صاحب سے اگر کوئی مسئلہ ہے، حکومت سے ہے، ظہور صاحب سے ہے، اسپیکر صاحب سے ہے، اس بلڈنگ کے باہر پورا بلوچستان پڑا ہوا ہے، حب سے لے کر جیونی ہے، جیونی سے لے کر چچن ہے، موسیٰ خیل ہے، ہم بھی پھرتے ہیں، آپ بھی پھرتے ہیں، جس نے جس کے ساتھ جو کرنا ہے وہ آرام سے کرے۔ لیکن اس ہاؤس کے اندر کم از کم آپ لوگوں کو یہ حرکت نہیں کرنی چاہئے تھی۔ اور ہم BNP کے لیڈر، ہم JUI کے، PMAP کے اور اسی طرح اپوزیشن کے جو دوسری جماعتیں ہیں، ہم As a Party Leader مذمت کرتے ہیں اس act کی۔ اور ہم معذرت خواہ ہیں اس ہاؤس سے اور

اسپیکر سے ہم معذرت خواہ ہیں کہ ہمارے ورکروں نے جو حرکت یہاں پر کی ہے، ہم اُس کی معافی مانگتے ہیں، اُس کی مذمت کرتے ہیں۔ ہمارے ممبران اُن کو بھی یہ نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن ہماری پارٹی ورکر ہیں، وہ ان چیزوں سے واقف نہیں ہیں۔ لیکن میں افسوس کہ آج چار دن گزر گئے ہیں اس کے برعکس کہ وہ اس کی مذمت کریں، وہ بلکہ شہ اور دے رہے ہیں کہ نہیں جی اب ہم جنگ کریں گے، ہم ایک غزوہ لائیں گے اور پتہ نہیں کیا کیا کریں گے۔ آج بھی موقع ہے آپ کے جتنے بھی پارٹی کے لیڈرز ہیں، جتنے بھی سربراہ ہیں، اُن کو کل یا آج بیان دینا چاہیے کہ ہم بحیثیت پارٹی کے President یا چیئرمین، ہم بہت معذرت خواہ ہیں بلوچستان اسمبلی سے کہ جہاں ہمارے لوگوں کے ہاتھوں کسی بھی وجہ سے، یہ نقصان، یہاں کے شیشے، یہاں کے درودیوار، یہاں ہر چیز پر جو ایک بے عزتی ہوئی ہے، ہم اُسکے معذرت خواہ ہیں۔ لیکن ہم اپنی سیاسی کاروائیوں کو بالکل چلائیں گے، ہم احتجاج بھی کریں، حکومت کے خلاف سودفعہ کریں، اُن کا حق بنتا ہے۔ لیکن اس ہاؤس سے انشاء اللہ اُن کو یہ معذرت رات تک بالکل کر لینی چاہیے۔ بہت بہت شکریہ اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: شکریہ قائد ایوان صاحب۔ آپ نے بڑا اچھا اقدام اٹھایا، اپوزیشن کے پاس بھی گئے، اس کے باوجود بھی، اور پہلے بھی ہاؤس کے تمام ممبران نے اس بات کی مذمت کی۔ اور بہت نازیبا حرکات کیئے گئے اور میں نے بھی، Chair نے بھی اس کی مذمت کی آپ سے پہلے۔ تو ہم اس چیز کو appreciate کرتے ہیں کہ اس کے باوجود بھی آپ اُن کے پاس گئے ہیں۔ جی۔ کوئی رکن اسمبلی قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرے۔

جناب اصغر خان اچکزی: شکریہ جناب اسپیکر۔ میں اصغر خان اچکزی، رکن، بلوچستان صوبائی اسمبلی، قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت ذیل تحریک کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ جناب عثمان خان کاکڑ، سابق سینٹر، سینٹ آف پاکستان اور پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے صوبائی صدر، جن کا آج انتقال ہو گیا ہے، مرحوم ایک مدبر، تجربہ کار سیاستدان تھے۔ انہوں نے بطور سینٹر اس صوبے کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیئے ہیں۔ ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ یہ ایوان ان کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا

فرمائے۔ لہذا جناب عثمان خان کاکڑ، سابق سینئر، سینٹ آف پاکستان کی صوبہ کے گراں قدر خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے ایوان سے گزارش ہے کہ آج کی اجلاس کی کارروائی ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے مؤخر کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ لہذا آج کی اسمبلی کی کارروائی کل مورخہ 22 جون 2021ء بروز منگل بوقت سہ پہر 04:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07 بجکر 18 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆